رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

ریویو آف ریلیجنز

اردو رسالہ

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر ۱۰ | اکتوبر ۱۹۲۴ء مطابق ربیع الاول ۱۳۴۳ ہجری | جلد ۲۳

فہرست مضامین

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں منشی عبد الرحمان کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

بقایاداران ریویو کو اطلاع ہو!

ماہ نومبر کا رسالہ وی پی ہوگا

خریداران ریویو میں سے بعض ایسے اصحاب ہیں جن کی طرف سے ۱۹۲۴ء کی قیمت پیشگی تاحال وصول نہیں ہوئی اس سے پہلے دوبار وی پی بھیجے جا چکے ہیں۔ ماہ فروری میں پھر ماہ جولائی میں۔ امید ہے اب کے ضرور وصول فرمائینگے تاکہ اس سال کا حساب بے باق ہو جائے

کذابوں کا انجام یہ سرکاری کتب کی تقطیع پر دو سو صفحے کا رسالہ ہے جسمیں آیت لو تقول پر بحث کرتے ہوئے صادق مدعی کے نشانات بتلائے ہیں اور پھر تمام کذابوں (جو امت محمدیہ میں دعویٰ کر کے ہلاک و تباہ ہوئے) کے حالات دیے ہیں۔ بہت مفید کتاب ہے ڈیڑھ روپیہ میں منگا کر معلومات بڑھایئے اور فائدہ اٹھایئے۔ ابو البرکات محقق کوچہ پنڈت دہلی ٭ باب اور بہاء کا ذکر بھی ہے ٭

آئینہ اسلام یہ مہاشہ فضل حسین صاحب کی دوسری تالیف ہے جو آریوں کی کتاب "اسلام کی اندرونی تصویر" کا مسکت و مدلل جواب ہے۔ ماشاءاللہ ہر اعتراض کا خوب قلع قمع کر دیا ہے۔ اپنی تائید میں یوروپین مؤرخین اور خود ہندو پنڈتوں اور مصنفوں کے حوالے دیے ہیں اور نگ زیب و جزیرہ شاہان اسلام کی بریت بھی تاریخی طور پر کما حقہٗ کی ہے اور اس بات کے بیسیوں ثبوت دیے ہیں کہ اسلام اب بھی بغیر سیاست کے ترقی کر رہا ہے۔ آخر میں ویدک دھرم کی عکسی تصویر دی ہے۔ مگر میں مہاشہ صاحب سے عرض کرونگا کہ تصویر کے تمام پہلوؤں کیلئے ایک اور مستقل کتاب لکھیے۔ بہرحال یہ رسالہ ۱۸۰ صفحے حجم کا جو بہت اچھی لکھوائی چھپوائی کے ساتھ مزین ہے ہر احمدی کے کتب خانہ میں ہونا چاہیئے۔ قیمت ۱۲ر ملنے کا پتہ :- کتاب گھر قادیان ٭

ہندو مسلمانوں میں کیونکر اتحاد ہو سکتا ہے؟ آجکل گاندھی جی کے ۲۱ دن فاقے کا چرچا ہے اور ہر علاقہ کے پولیٹیکل لیڈر ہندو مسلم اتحاد پر تجاویز سوچنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں اس موقع پر میں اپنے امام جماعت احمدیہ کا وہ لیکچر پیش کرتا ہوں جو آپ نے لاہور میں دیا اور جس میں وہ تجاویز درج ہیں جن سے حقیقی صلح ہو سکتی ہے۔ احمدی برادران اس موقع پر یہ کتاب شائع کریں قیمت ۲ر محصولڈاک ار۔ ایک روپیہ کی ۱۰ جلدیں ٭

مقدس رسول آریوں کی خطرناک کتاب "رنگیلا رسول" کے جواب میں ابو الوفا مولوی ثناءاللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث نے لکھی ہے۔ ۲۴۸ صفحے حجم کاغذ لکھوائی چھپوائی عمدہ ہے قیمت ۱۰ر۔ مؤلف سے ملیگی ٭

براہین العقائد ۸ر۔ معارف القرآن ۸ر۔ مقصد مذہب ۳ر۔ مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی ۶ر۔ کمالات احمدیہ (شہادت مرزا کا جواب) ۶ر ٭

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

ردّ تثلیث

تثلیث کی تعریف

عیسائی مذہب کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اصل تثلیث بھی ہے۔ اُن کے بنیادی اصول تین ہیں اوّل الوہیت مسیح ابن مریم دوم تثلیث اور سوم کفارہ۔ اس مضمون میں میں صرف ایک اصل کی تردید پر بحث کرونگا جو تثلیث ہے۔ تثلیث کی تعریف وہ یہ کیا کرتے ہیں۔ کہ خدا ایک نہیں بلکہ تین ہیں۔ باپ بیٹا اور روح القدس۔ مگر یہ تینوں خدا تین نہیں بلکہ دراصل ایک ہی ہے باوجود ایک ہونے کے وہ تینوں اپنے اپنے وجود میں کامل و مکمل ہیں۔ کسی میں کوئی نقص نہیں۔ اور وہ تینوں کے تینوں ہی قادر مطلق ہیں۔ باپ قادر مطلق اور کامل خدا ہے۔ اسی طرح بیٹا قادر مطلق اور کامل خدا ہے۔ اور روح القدس بھی اسی طرح قادر مطلق اور کامل خدا ہے۔ مگر وہ تینوں خدا دراصل ایک ہی قادر مطلق اور کامل خدا ہے اس تعلیم کے بالکل برعکس اسلام جو تعلیم پیش کرتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ بے ہمتا و بے مثال ہے۔ اور چونکہ اس موقع پر اسلام اور عیسائیت آپس میں ٹکراتے ہیں۔ اسلئے ہم پر واجب ہوا کہ ہم اس کی تردید پر چند دلائل لکھیں۔ وما توفیقنا الّا باللّٰہ العلی العظیم۔

تثلیث کے متعلق عیسائیوں کی ایک نقلی دلیل

تمام بائیبل کے سینکڑوں صفحات سے عیسائی لوگ اس تثلیث کی تائید میں صرف ایک نقلی دلیل پیدائش باب ۱ آیت ۲۶ سے دیا کرتے ہیں۔ جس میں لکھا ہے کہ "تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بنائیں" اور اسی طرح وہ پیدائش کے باب ۳ آیت ۲۲ سے تثلیث کا استدلال کرتے ہیں جس میں آیا ہے "اور خداوند خدا نے کہا۔ کہ انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا" یہ دو حوالے پیش کر کے عیسائی لوگ یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ چونکہ اس جگہ خداوند تعالیٰ نے اپنی نسبت "ہم" کا لفظ

استعمال کیا ہے جو ایک سے زائد پر بولا جاتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہُوا کہ خدا ایک نہیں بلکہ بقول ہمارے تین ہیں۔

جوابِ اوّل:۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ بیشک عام طور پر "ہم" کا لفظ ایک سے زائد پر ہی بولا جاتا ہے۔ مگر یہ کس نے کہا کہ تین پر ہی اکتفاء کرو۔ کیوں نہ ہم اس لفظ کے استعمال کو بڑھائیں اور کہیں کہ چار خدا پانچ خدا بلکہ چھ خدا ہیں۔ کیونکہ "ہم" کا لفظ خدا نے استعمال فرمایا ہے جس کے اندر چھ بھی داخل ہیں۔

جوابِ ثانی:۔ اس دلیل کا دوسرا ردّ یوں ہے کہ ہم تمام کی تمام بائیبل بنظرِ غور پڑھتے ہیں۔ مگر ہمیں کہیں بھی یہ تعلیم نہیں ملتی۔ کہ تین خداؤں کی پُوجا کرو۔ تین خداؤں کی پرستش کرو اور تثلیث مانو۔ بلکہ جابجا ہمیں ایک خدا کی پرستش کی تعلیم ہی نظر آتی ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ "خداوند تیرا خدا جو تجھے زمین مصر سے اور غلامی کے گھر سے نکال لایا۔ مَیں ہوں۔ میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہو (خروج باب ۲۵ آیت ۴) اسی طرح بائیبل میں آتا ہے۔ "مَیں خدا ہوں اور کوئی دوسرا نہیں۔ مَیں خدا ہوں اور مجھ سا کوئی نہیں (یسعیاہ باب ۴۶ آیت ۱۰) اور پیدائیش باب ۳ کے حوالے کا استدلال کچھ بھی حقیقت رکھتا تو کہیں تو بائیبل میں اس استدلال کی تصدیق بھی ہوتی۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں۔ اس لئے معلوم ہُوا۔ کہ یہ استدلال صحیح نہیں۔

جوابِ ثالث:۔ اب رہا یہ سوال کہ پھر اس کا کیا مطلب ہُوا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لفظ اپنا جلال جتلانے اور اپنی شان کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ ہم بھی دورانِ گفتگو میں لفظ ہم استعمال کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ہماری مراد اُس سے صرف اپنا وجود ہی ہوتا ہے۔ نہ کہ کسی غیر کا بھی۔ پس اسی طرح خداوند تعالیٰ نے جو یہ لفظ اپنے لئے استعمال فرمایا تو یہ علوِّ شان اور علوِّ مرتبت کے لئے۔ نہ کہ کسی غیر کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے۔

یہی دلیل ہے جو عیسائی کبھی پیش کریں تو کریں (اسکے علاوہ اور کوئی دلیل اور کوئی ثبوت اُن کے پاس نہیں) ورنہ اکثر پادری تو جب ہر طریق سے عاجز آجاویں۔ اور کوئی جائے فرار نہ پا سکیں یہی کہا کرتے ہیں کہ تثلیث ایک ایسا بھید ہے کہ بجز خدا کی مدد کے اور سوا خداوند میں ہونے کے اسے کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ بہت اچھا یہی سہی۔ مگر جبکہ تمھیں اس مسئلہ کے سمجھنے کا دعویٰ ہے۔ تو ہمیں سمجھاؤ اسکے اثبات میں کوئی دلیل پیش کرو۔ تمہارا صرف یہی کہتے رہنا کہ تثلیث کا بھید خدا کی مدد کے بغیر نہیں سمجھا جا سکتا۔ دلیل* ہے کہ تمھارے دل محسوس کرتے ہیں۔ کہ یہ ایک بے دلیل اور خلافِ عقل مسئلہ ہے۔ کچھ حقیقت اور اصلیت اپنے اندر نہیں رکھتا۔

اب اسقدر لکھ چکنے کے بعد اور عیسائیوں کی تائید تثلیث کی دلیل کو توڑنے کے بعد مَیں مختصراً تردید تثلیث پر چند اور دلائل لکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا انہیں اس مسئلہ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

* اس بات پر

تردید اوّل از روئے تعریف تثلیث سب سے پہلے ہم انہیں کی تعریف سے ہی اس مسئلہ کا بطلان ثابت کرتے ہیں عیسائی تثلیث کی تعریف کرتے ہیں کہ باپ خدائے کامل۔ بیٹا خدائے کامل روح القدس خدائے کامل۔ اور تینوں مل کر ایک کامل خدا ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ کبھی ممکن ہے کہ ۱+۱+۱ ایک ہی ہوں تین نہ ہوں۔ چھوٹی سی عمر کے بچہ کے سامنے بھی جاکے کہو کہ ۱+۱+۱ کتنے ہوتے ہیں تو وہ یہی کہیگا کہ تین ہوتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ان بڑے بڑے پادریوں کی عقل ایک چھوٹی عمر کے بچے سے بھی کم ہوگئی۔ کیا یہ علم ریاضی کو بھول گئے۔ کیا انہیں خیال نہ رہا کہ کسقدر خلافِ عقل اور خلافِ ریاضی یہ بات ہے جس کو کہ چھوٹا بچہ بھی رد کرتا اور اس پر ہنستا ہے۔ پس جبکہ ان عیسائیوں کی تعریف ہی باطل اور غلط ثابت ہوئی تو پھر یہ مسئلہ کس طرح سچا ثابت ہو۔

تردید دوم از روئے تعریف تثلیث پھر ہم ان کی بتلائی ہوئی تعریف سے ہی دوسرے طریق پر اس مسئلہ کی تردید کرتے ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ عیسائی اس بات کے قائل ہیں کہ تینوں خدا کامل ہیں کسی میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں اور وہ تینوں پھر قادر مطلق بھی ہیں۔ اب ہم یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ جبکہ ایک خدائے کامل اور قادر مطلق تمام کارخانہ عالم بخوبی چلا سکتا ہے تو پھر باقی دو کس غرض کے لئے ہیں ظاہر ہے کہ وہ بے فائدہ اور فضول ہیں۔ مثال سے یوں سمجھو کہ ایک قلم پڑا ہو اور کہا جائے کہ اس کو اٹھا لاؤ تو اب کیا تین شخص اس قلم کو اٹھا لاوینگے ہرگز نہیں۔ بلکہ ایک ہی اٹھائے گا اور اگر تین مضبوط اور توانا شخص ایک قلم کو اٹھائے ہوئے ہوں تو ہم یہی سمجھیں گے کہ یا تو یہ دیوانے اور پاگل ہیں اور یا پھر حد درجہ کے بے وقوف ہیں اسی طرح ہم سوال کرتے ہیں کہ کیا ایک قادر مطلق اور کامل خدا کارخانہ الوہیت بخوبی چلا سکتا ہے کہ نہیں۔ عیسائیوں کی طرف سے ہمیں جواب ملتا ہے کہ ہاں چلا سکتا ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ باقی دو کیوں فارغ بیٹھے ہیں ان کی کیا ضرورت اور کیا حاجت۔ یہ بات ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ قادر مطلق اور کامل خدا کے لئے کسی اور کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تو جبکہ عیسائی ہر خدا کو کامل اور قادر مطلق مانتے چلے آئے ہیں اور مانتے ہیں تو پھر باقی دو کا کیا کام۔ وہ کس مرض کی دوا ہوئے۔ پس عیسائیوں کا اقانیم ثلاثہ کو اپنے وجود میں کامل اور قادر مطلق سمجھنا ہی اس کی بہت بڑی تردید ہے ٭

تردید سوم از روئے عقل پھر جب ہم اس مسئلہ کی عقلاً پڑتال کرتے ہیں تو تب بھی عقل انسانی اس مسئلہ کو دھکے دیتی ہوئی نظر آتی ہے اور وہ کبھی قبول ہی نہیں کرتی کہ تین خدا ملنے جائیں فطرت انسانی اسی بات کو چاہتی ہے کہ ایک ہی خدا ہونا چاہیئے۔ جو معبود برحق ہو عقل بھی انسان کی اسی بات کی طرف رہنمائی کرتی ہے کیونکہ ہماری عقل ہمیں کہتی ہے کہ کیوں تین پر ہی اکتفاء کرتے ہو کیوں نہیں

چار یا پانچ یا چھ یا سات بلکہ آٹھ خدا مانتے۔ تین پر اکتفاء کرنا کس دلیل کے ماتحت ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بلا دلیل ہے پس جبکہ بلا دلیل ہم تین خدا مان سکتے ہیں تو کیوں بلا دلیل ہم آٹھ یا نو خدا نہیں مان سکتے۔ عقل انسانی انسان کو یہی مشورہ دیتی ہے کہ ایک خدا مانو ورنہ جب باپ کے بیٹا ہونا ممکن ہے تو کیوں بیٹے کا بیٹا نہیں ہوسکتا؟ اور پھر کیوں اس کی آگے نسل نہیں چل سکتی؟ جب باپ کا بیٹا ہوگیا تو بیٹے کا بھی بیٹا اسی طرح پر ہوسکتا ہے۔ تین پر ہی کیوں ٹھیرایا جاتا ہے؟ پس اس مسئلہ کو انسانی عقل بھی بڑے زور سے ردّ کرتی ہے۔

تردید چہارم از بائیبل پھر ہماری حیرت کی کچھ انتہا نہیں رہتی جب ہم تمام کی تمام بائیبل کو اس تثلیث کے مسئلہ سے خالی پاتے ہیں۔ عیسائی لوگ بے شک اس مسئلہ پر زور دیتے۔ لوگوں سے منواتے جبکہ خود بائیبل میں اس کا ذکر ہوتا۔ مگر بائیبل میں ان مسائل کا کہیں ذکر نہیں۔ سو ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ اصول سچے ہوتے اگر یہ صداقت پر مبنی ہوتے اگر ان میں کچھ بھی صداقت اور سچائی کی بُو ہوتی۔ تو پھر کیوں توریت، زبور اور انجیل اس کو بیان کرنے سے رُکتی۔ کیوں نہ وہ اپنے پیروؤں کو تاکید کرتی کہ دیکھو تثلیث مانو کہ یہ بڑی عمدہ چیز ہے۔ پس بائیبل کا اس مسئلہ کا ذکر تک نہ کرنا بلکہ اس کی طرف اشارہ تک نہ کرنا اس کے ردّ میں کافی دلیل ہے۔ اور اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ مسئلہ خود بنایا گیا۔

تردید پنجم از بائیبل پھر ہم اس مسئلہ تثلیث کی تردید بائیبل ہی سے کر کے دکھاتے ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ بائیبل اس کو بیان کرنے سے خاموش ہے بلکہ اس کی تردید بہت زور سے کرتی ہے۔ پس بائیبل کا اس کو ردّ کرنا بہت صاف اور بیّن دلیل ہے۔ اس بات پر کہ یہ مسئلہ باطل ہے بائیبل میں لکھا ہے "یہ سب کچھ تجھی کو دکھایا گیا تاکہ تُو جانے کہ خداوند وہی خدا ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں" (استثناء باب ۴ آیت ۳۵)

اسی طرح آتا ہے کہ "خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے" (استثناء باب ۶ آیت ۴)

ایک اعتراض اور اس کا جواب ہوسکتا ہے کہ یہاں پر کوئی نادان پُرجوش عیسائی کہہ دے کہ ہم توریت کی باتوں کو نہیں مانتے ہمارا ایمان انجیل پر ہے جو کچھ انجیل کہے گی وہی ہم مانیں گے۔ توریت میں بیشک یہ لکھا ہے مگر مسیحؑ نے آکر اسے بدل ڈالا۔ تو اوّل تو ہم کہتے ہیں کہ توریت بھی خدا نے اتاری اور انجیل بھی خداوند نے نازل فرمائی اب ان دونوں میں اختلاف نہیں ہوسکتا کیونکہ دونوں کو اتارنے والا ایک ہے۔ غیر ممکن ہے کہ توریت میں تو خداوند تعالیٰ فرمائے کہ ایک خدا کی پرستش کرو اور انجیل نازل کرتے وقت کہہ دے کہ ایک نہیں بلکہ تین خداؤں کی پرستش کرنی چاہیئے۔

دوسرے ہم پوچھتے ہیں۔ ہمیں انجیل سے وہ جگہ دکھاؤ جہاں مسیحؑ نے اس کی تردید کی ہو نہیں دکھا سکتے

اور ہرگز نہیں دکھا سکتے۔ لیکن ہم وہ حوالجات دکھلا سکتے ہیں۔ جہاں مسیح علیہ السلام نے ان باتوں کی تصدیق اور تائید کی ہو۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں "یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں" (متی باب ۵ آیت ۱۷ و ۱۸) پس نہیں ہو سکتا کہ مسیح علیہ السلام ان بائیبل کی باتوں کے خلاف کچھ کہیں۔ بائیبل میں تین خداؤں یا تین سے زیادہ خدا ماننے سے روکنا بہت بین اور واضح دلیل ہے اس بات پر کہ عقیدۂ تثلیث فی الواقع باطل ہے۔

تثلیث کی تردید میں انجیلی حوالجات

لیکن ہم صرف توریت کے حوالجات پر ہی اکتفاء نہیں کرتے بلکہ خود انجیل سے ہی اسکے خلاف حوالجات دکھا سکتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مرقس باب ۱۲ آیت ۲۹ تا ۳۳۔ "یسوع نے جواب دیا کہ اول یہ ہے اے اسرائیل سن۔ خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے..... فقیہ نے اس سے کہا اے استاد کیا خوب تو نے سچ کہا کہ وہ ایک ہی ہے۔ اور اس کے سوا اور کوئی نہیں" اس حوالہ سے بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح کس قدر خداؤں کے قائل تھے اور یہ کہ اب ان کے متبع کہلانیوالے ان کی باتوں کو کہاں تک سچا سمجھتے ہیں۔ اسی طرح لکھا ہے "اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں" (یوحنا باب ۱۷ آیت ۳) اسی طرح لکھا ہے "تم جو ایک دوسرے سے عزت چاہتے ہو اور وہ عزت جو خدائے واحد کی طرف سے ہوتی ہے نہیں چاہتے۔ کیونکر ایمان لا سکتے ہو" (یوحنا باب ۵ آیت ۴۴) پس جبکہ توریت اس مسئلۂ تثلیث کو رد کرتی ہے۔ اور خود انجیل بھی اس عقیدہ کی تردید پر کمربستہ ہے تو کیونکر عیسائی لوگ تثلیث کو سچا سمجھنے میں حق پر ہیں۔

تردید ششم از انجیل

انجیل میں لکھا ہے۔ مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ پس جو کچھ وہ تمھیں بتائیں وہ سب کرو اور مانو۔ لیکن ان کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں۔ (متی باب ۲۳ آیت ۲ تا ۴) اس حوالہ سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے حواریوں کو اس بات کی تاکید کیا کرتے تھے۔ کہ وہ یہودیوں کی تمام باتوں کو مانیں جو کچھ وہ کہیں وہی کریں۔ لیکن ان جیسے کام کرنے سے آپ منع فرماتے کیونکہ یہودی اچھی باتیں دوسروں کو تو کہتے پر آپ ان پر عمل نہ کرتے تھے۔ اب جبکہ ہم اس عقیدۂ تثلیث کو لیتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ کیا یہودیوں میں یہ عقیدہ تھا جو عیسائیوں میں آیا۔ تو ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہودیوں کی تمام دیگر مذہبی کتب اور خود بائیبل بھی اس عقیدہ کو بیان کرنے سے بالکل ساکت اور خاموش ہے۔ اگر یہ مسئلہ صحیح اور سچا ہوتا۔ تو کیوں یہودیوں کی مذہبی کتب میں یہ نہ پایا جاتا۔ مسیح علیہ السلام تو قائل ہیں۔ کہ یہودی اچھی باتیں کہتے ضرور تھے۔ گو خود ان پر عمل نہ کرتے تھے تو اگر تثلیث اچھی بات تھی تو انکی کتب میں

یہ مسئلہ ضرور بیان ہوتا۔ پس مسیح علیہ السلام کا اپنے حواریوں کو یہودیوں کی باتوں پر عمل کرنے کی تاکید کرنا اور یہودیوں کی دیگر مذہبی کتب میں بھی اس مسئلے کا ذکر تک نہ ہونا بہت بڑی دلیل ہے کہ یہ مسئلہ مسیح علیہ السلام نے نہ تو خود بتلایا۔ اور نہ یہودیوں نے ہی بتلایا۔ بلکہ خود عیسائیوں کا من گھڑت عقیدہ ہؤا۔ لہٰذا یہ مسئلہ باطل ہو گیا۔

تردید ہفتم انجیل میں لکھا ہے کہ "لیکن اُس دن یا اُس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا۔ نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر باپ (مرقس باب ۱۳ آیت ۳۲) اس عبارت کے پڑھنے سے ہم حیران رہ جاتے ہیں کہ عیسائیوں کا خدا "یسوع" اپنے علم کے بارے میں کیا کہہ رہا ہے۔ کیا یہی خدا ہے جسکی خدائی پر عیسائیوں کو اس قدر اصرار ہے۔ یسوع اپنے علم کے متعلق کہتا ہے کہ مجھے کچھ پتہ نہیں کہ وہ گھڑی کب ہوگی فرشتے بھی نہیں جانتے ہاں میرا باپ جانتا ہے۔ اب یسوع کامل خدا کیسے رہا کہ جسے اُس گھڑی کا علم تک نہیں۔ اسی طرح لکھا ہے "یسوع نے اُس سے کہا تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے۔ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا" (لوقا باب ۱۸ آیت ۱۹) یہاں پر بھی عیسائیوں کے کامل خدا کا کتنا بڑا نقص درج ہے۔ کہ وہ نیک ہی نہیں۔ اب یہ خدا کیونکر ہؤا۔ اسی طرح ایک اور جگہ لکھا ہے "میرا پیالہ تو پیو گے لیکن اپنے دہنے بائیں کسی کو بٹھا دینا میرا کام نہیں" (متی باب ۲۰ آیت ۲۳) ہم حیران ہیں کہ عیسائی لوگ کس زبان سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے تین خدا ہیں اور تینوں کامل ہیں۔ یسوع اچھا کامل اور قادر مطلق خدا ہؤا۔ جو کہتا ہے کہ دہنے اور بائیں بٹھانا میرا کام نہیں۔ پس جبکہ عیسائیوں کے خدا یسوع میں علمی نقص ہؤا۔ نیکی اور پاکیزگی کا نقص ہؤا۔ دوسروں کو درجات دینے میں دخل حاصل نہ ہؤا۔ تو وہ کیونکر کامل خدا بنا۔ وہ تو ناقص خدا ہؤا اور ناقص خدا ہوتا ہی نہیں۔ پس ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ یسوع خدا نہیں تو جب خدا نہ ہؤا۔ تو تثلیث باطل ہوگئی۔ فھو المراد۔

تردید ہشتم از قرآن کریم اس قدر تردید کر چکنے کے بعد اب میں قرآن کریم سے اس عقیدہ کی تردید کرتا ہوں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لو کان فیھما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا۔ کہ اگر زمین و آسمان میں ایک سے زائد خدا ہوتے جیسا کہ بعض لوگ اپنی کم فہمی اور جہالت سے یہ سمجھے بیٹھے ہیں تو کیا نتیجہ ہوتا۔ فرماتا ہے کہ لفسدتا زمین و آسمان میں فساد برپا ہو جاتا۔ کارخانۂ عالم درہم برہم ہو جاتا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں دو شخص اکٹھے مل کر بھی کام کر سکتے ہیں کہ جب ایک اُن میں سے اپنی خواہش اور آرزو کو دوسرے کی خواہش اور آرزو سے مقدم نہ کرے۔ اگر دو تو چاہیں کہ ہم مل کر فلاں کام کریں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی چاہیں۔ کہ ہماری خواہشات برابر پوری ہوتی چلی جائیں تو یہ

غیر ممکن ہے۔

مثلاً ایک دوکان پر دو دوکاندار مل کر کام کرتے ہیں۔ اب اگر ایک دوکاندار گھر کسی کام کو چلا جائے اور دوسرا ابھی اُسی وقت جانا چاہے۔ اور چلا جائے تو وہ دوکان کبھی بھی نہیں چل سکتی۔ ہاں جب ایک اپنی خواہشات کو دوسرے کی خواہشات پر قربان کر ڈالیگا تب ہی وہ دوکان بخوبی چل نکلے گی۔ اسی طرح اگر دو یا تین خدا مانے جائیں۔ تو ضرور ہے کہ کسی نہ کسی کو اپنی خواہش اور آرزو کو دبانا پڑے۔ اور جب وہ اپنی خواہش کو دبائیگا تو وہ خدا نہ رہیگا۔ کیونکہ خدا کی صفت ہے کہ وہ فعال لما یرید ہے اور اب یہ اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکیگا۔ مثلاً زید ایک شخص ہے ایک خدا چاہتا ہے کہ زید کو اتنا مال دے اتنی دولت دے کہ وہ امیر کبیر بن جائے اور مال و دولت سے مالا مال ہو جائے۔ اب دوسرا چاہے کہ زید ساری عمر ہی فقیر رہے۔ تنگدست رہے۔ تو کیونکر گذارہ ہو سکتا ہے۔ ضرور ہے کہ ایک غالب آئے اور دوسرا مغلوب۔ لیکن جو مغلوب ہُوا وہ خدا نہ رہا۔ کیونکہ وہ خدائی کی صفت فعّال لّما یرید کو پورا نہیں کر سکا۔ پس ایک سے زائد دو یا تین یا چار خدا ماننے سے بہت بڑا فساد لازم آتا۔ ایک بارش برساتا تو دوسرا روکتا۔ ایک خدا بکر کو اولاد دینا چاہتا تو دوسرا یہ پسند نہ کرتا اور اس اولاد کو تباہ کر دیتا۔ کتنا بڑا فساد واقع ہو جاتا۔

تردید ثانیہ از قرآن کریم | ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الٰہ اذاً لذھب کل الٰہ بما خلق ولعلا بعضھم علٰی بعض سبحان اللہ عما یصفون[۲۳:۹۲]۔ کہ اگر ایک سے زائد خدا مانے جائیں۔ تو یہی ہوتا کہ ہر خدا اپنی اپنی مخلوق علیحدہ بناتا۔ علیحدہ اس کو رزق دیتا علیحدہ ہی کھلاتا پلاتا۔ مگر اس طریق سے بھی ایک اور نقص واقع ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا کی صفت ہے کہ وہ ربّ العالمین ہے۔ تمام مخلوق کا خالق ہے۔ اور اس طریق سے وہ ربّ العالمین نہ ٹھیرے وہ تمام مخلوق کے خالق نہ ٹھیرے بلکہ خاص حصّے کے رب اور خاص حصّے کے خالق ٹھیرے۔ جو خدائی شان کے بالکل مخالف ہے۔ پس وہ خدا کیونکر ثابت ہوئے۔ پھر فرماتا ہے کہ دوسرا نقص یہ واقع ہوتا کہ لعلا بعضھم علٰی بعض مخلوق کی آپس میں سرکشی اور بغاوت ہی رہتی۔ ایک خدا کی مخلوق کے بندے دوسرے خدا کی مخلوق کے بندوں کو جو کوئی اذیّت پہنچا بیٹھتے۔ تو اس خدا کو غصّہ آ جاتا۔ کہ میری مخلوق کو فلاں خدا کی مخلوق نے کیوں تکلیف دی۔ پھر وہ ان کو تکلیف دیتا اور دُکھ دیتا۔ اور اس طریق سے کارخانۂ عالم کبھی قائم نہ رہ سکتا۔

تثلیث سے صفات الٰہیہ کو باطل ماننا پڑتا ہے | پس بہت بڑا نقص جو خداوند تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے

وہ یہی ہے کہ اِس طرح پر صفاتِ الٰہیہ باطل ہو جاتیں۔ اور جب بعض صفاتِ الٰہیہ بعض خداؤں میں نہ پائی گئیں تو وہ ناقص خدا ہوئے۔ اور ناقص خدا ہوتا ہی نہیں ؛

اصل حقیقت ان تمام مذکورہ بالا فسادات کی وجہ سے تثلیث کا باطل ہونا ثابت ہو گیا۔ اصل حقیقت یہی ہے۔ کہ خدا کی ہستی شرک سے پاک ہے۔ تمام نقصوں اور تمام عیبوں سے منزّہ ہے اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرانا حد درجے کا ظلم اور تعدّی ہے۔ وہ واحد ہے اپنی ذات میں اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کا کوئی ثانی نہیں۔ اور وہ بیٹا رکھنے سے پاک ہے۔ اِسی لئے خدائے واحد نے اپنی کتابِ پاک میں حکم نازل فرمایا۔ کہ لا تقولوا ثلثه انتهوا خیرًا لکم انما الله الٰهٌ واحد ؛ پ۔رکوع۳۔

واٰخرد عوٰنا ان الحمدُ للهِ ربّ العٰلمین۔ والسلام مع الاحترام

احمدی بچے کے جذبات

پھر سے اِسلام کا ناقوس بجا دوں تو سہی
خوابِ غفلت سے زمانے کو جگا دوں تو سہی

صاف کر کے خس و خاشاکِ ضلالت سے ابھی
باغِ مسلم میں نئے پھول کھلا دوں تو سہی

ایک دُنیا کو دکھاؤں گا میں شانِ اسلام
کُفر و تثلیث کی تقلید چھُڑا دوں تو سہی

ہوگئے گمراہ ہیں جو لوگ بھٹکتے پھرتے
اُن کو پھر راہِ صداقت پہ لگا دوں تو سہی

بُت پرستی کے بہت سخت جو حامی ہیں انہیں
بُت سا خاموش دلائل سے بنا دوں تو سہی

اہلِ انجیل ہوں چُپ سکتے میں دیدوں والے
سِکّہ ہر دل پہ میں قرآں کا جما دوں تو سہی

جو ہیں تثلیث عداوت کے نشے میں بے خود
جامِ وحدت انہیں بھر بھر کے پلا دوں تو سہی

اہلِ تثلیث کا دم ناک میں دم بھر کروں گا
دینِ اسلام کا اقرار کرا دوں تو سہی

عبدالوہاب ابن حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ

بانئ آریہ سماج کے اقوال میں تناقض

دیانند جی اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں قرآن شریف پر زبان طعن دراز کرتے ہوئے بایں الفاظ گل افشانی فرماتے ہیں:-

کہیں تو قرآن میں لکھا ہے کہ اونچی آواز سے اپنے پروردگار کو پکارو اور کہیں لکھا کہ دھیمی آواز سے خدا کو یاد کرو۔ اب کہئے کونسی بات سچی اور کونسی بات جھوٹی ہے۔ ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں۔

قرآن شریف میں تو قطعاً اختلاف نہیں۔ اور نہ قرآن شریف میں کسی مقام پر یہ ہدایت ہے کہ دھیمی آواز میں کبھی نہ پکارو جو بلند آواز سے پکارنے کا حکم اسکے خلاف پڑے۔ البتہ ستیارتھ پرکاش اور دیانند جی کی دوسری تصانیف میں ایسے متضاد اقوال ہیں جن کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ ہم آریہ سماج کے مخلص ممبروں دیانند جی کے فدائیوں سے درخواست کرینگے کہ وہ ٹھنڈے دل کے ساتھ ان متقابل حوالوں کو ملاحظہ فرما دینگے اور ایک دفعہ اخیر میں میری خاطر نہیں صداقت کی خاطر دیانند جی کا یہ فقرہ دُہرا دینگے۔

ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں۔

(۱)

پرمیشور ترکال درشی نہیں

پرمیشور کو تینوں زمانوں کا جاننے والا کہنا جہالت کا کام ہے۔

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۳)

پرمیشور ترکال درشی ہے

(۱) ایشور ترکال درشی یعنی تینوں زمانوں کا حال جاننے والا ہے

(اردو رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۵۱)

(۲) ایشور کو ہمارا آگاہی (آئندہ) کرموں کا بھی گیان ہے

(جیون چرتر سوامی دیانند مصنفہ پنڈت لیکھرام صفحہ ۴۸۵)

(۲)

خدا جگہ کا محتاج نہیں

(خدا کو) کسی چیز کی ضرورت (احتیاج) نہیں۔ جب اُسکی کرسی ہے تو وہ محدود المکان ہوا؟ اور جو محدود المکان ہے وہ خدا نہیں کہلاتا۔ کیونکہ خدا تو دیاپک یعنی محیط کُل ہے

(ستیارتھ صفحہ ۵۷۹)

خدا جگہ کا محتاج ہے

خدا جہان کی علت مادی (پرکرتی) جیو (ارواح) کہاں رہتے تھے؟ بغیر مقام کے کوئی شے ٹھیر نہیں سکتی اس لئے تمہاری بائیبل کا قول معقول نہیں۔

(ستیارتھ صفحہ ۵۱۵)

(۵)

مکتی محدود ہے

یہ بات کبھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اوّل تو جیو کی طاقت جسم وغیرہ سامان و ذرائع محدود ہیں۔ پھر اس کا نتیجہ لاانتہا کیسے ہو سکتا ہے۔ نیز لاانتہا آنند بھوگنے کی بے حد طاقت عمل اور ذریعہ جیووں میں نہیں۔ اسلئے وہ لاانتہا سُکھ نہیں بھوگ سکتے۔ جن کے وسیلے عارضی ہیں ان کا نتیجہ کبھی مدامی نہیں ہو سکتا الخ

(ستیارتھ صفحہ ۲۷۵)

مکتی غیر محدود ہے

(۱) جہاں عالم لوگ ہمت کوشش کر کے جس مقام کو حاصل کر ہمیشہ راحت میں رہتے ہیں اُسی کو نجات کہتے ہیں۔ کیونکہ (مقام نجات) سے علیحدہ ہو کر دنیا کے دُکھوں میں کبھی نہیں گرتے۔"

(بھاش بھومکا ہندی صفحہ ۱۳۲)

(۲) ترکت کار کا بھی یہی مطلب ہے کہ جو پرمیشور کی لاانتہا روشنی میں نجات کو حاصل ہوئے ہیں وے پرمیشور ہی کی روشنی میں ہمیشہ رہتے ہیں انکو اندھیرا (جہالت) نہیں ہوتا۔"

(ستیارتھ صفحہ ۱۳۲)

(۶)

پرمیشور بھی قدرتی اصول نہیں بدل سکتا

جو قدرتی اصول ہیں۔ مثلاً آگ گرم پانی ٹھنڈا اور مٹی وغیرہ تمام غیر ذی شعور ہیں۔ ان کی طبعی صفت کو پرمیشور بھی نہیں پلٹ سکتا الخ (ستیارتھ صفحہ ۲۴۶)

پرمیشور کے آگے قدرتی اصول بدل گئے

یکش نے آگ کے آگے تنکا ڈالا۔ اور آگ سے کہا کہ اس تنکے کو جلادے۔ آگ سے وہ تنکا نہ جل سکا۔ پھر ہوا سے کہا کہ تم اس تنکے کو اُڑا لے جا۔ تو وہ بھی تنکے کو نہ اُڑا سکی الخ (اُپدیش منجری اُردو صفحہ ۸۶)

کہیں مُکتی کو محدود بتلاتے تو کہیں غیر محدود۔ اگر ایک جگہ قدرتی اصولوں کا تبدّل تسلیم کر لیا تو دوسری جگہ یہاں تک لکھ دیا کہ نعوذ باللہ خدا بھی قدرتی اصول نہیں بدل سکتا۔ سچ ہے "ایک دوسرے سے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں"

(۷)

پہلے خدا واحد تھا

اس (کائنات) سے پہلے صرف ایک آتما ہی تھا۔ اور کوئی دوسری چیز نہ تھی۔ (بحوالہ ایتری اُپنشد رگوید آدی بھاش بھومکا اردو صفحہ ۵۳)

خدا واحد نہ تھا

ایشور۔ پرکرتی جیو تینوں غیر پیدا شدہ ہیں یعنی انکی کبھی پیدائش نہیں ہوئی۔ اور نہ کبھی پیدا ہوتے ہیں۔ گویا یہ تینوں اس عالم کے سبب یا علت ہیں۔ انکی کوئی علت نہیں ازلی جیو پرکرتی کا بھوگ کرتا ہوا اُسمیں پھنستا ہے الخ (ستیارتھ صفحہ ۲۴۱)

(۸)

آکاش غیر مخلوق

درحقیقت آکاش کی پیدائش نہیں ہوتی۔ کیونکہ بغیر آکاش کے پرکرتی اور پرمانو کہاں ٹھیر سکیں۔

(ستیارتھ صفحہ ۲۵۳)

آکاش مخلوق ہے

اس طرح اگنی کے اس سے پانی کو پیدا کیا اور آگ کو ہوا سے اور ہوا کو آکاش سے اور آکاش کو پرکرتی سے اور پرکرتی کو اپنی قدرت سے پیدا کیا۔

(رگوید آدی بھاشیہ بھومکا اردو صفحہ ۷۸)

(۹)

خدا پر تیکش نہیں کیا جا سکتا

سوال۔ ثبوت ایسے پرمیشور کا جسکو "پرتیکش" (ثبوت بذریعہ احساس) عائد کیا جا سکے حاصل نہیں الخ

جواب۔ اسجگہ مراد یہ ہے کہ ایشور کے ثابت کرنے میں پرتیکش پرمان نہیں عائد ہوتا۔" (ستیارتھ صفحہ ۲۱۷)

پرمیشور پرتیکش ہو سکتا ہے

سوال۔ آپ ایشور ایشور کہتے ہیں لیکن اسکو ثابت کس طرح کرتے ہیں۔

جواب۔ سب پرتیکش وغیرہ پرمانوں (ثبوتوں) سے الخ (ستیارتھ صفحہ ۲۰۴)

ناظرین! ملاحظہ فرمائیے۔ سوامی صاحب کی کس تحریر کو درست مانیں اور کس کو رد کریں۔ یعنی ایک جگہ تو اسلامی عقیدہ کی تائید کی اور خدا کو واحد لکھا مگر دوسری جگہ اُسکے ساتھ دو اور ازلی شریک بنا دیئے۔ ستیارتھ میں تو آکاش کو غیر مخلوق بتلایا لیکن بھومکا میں مخلوق اور حادث تسلیم کیا۔ ستیارتھ صفحہ ۲۱۷ پر تو پرمیشور کا احساس سے محسوس ہونا ناممکن بتلایا مگر اسی کتاب کے صفحہ ۲۰۴ میں ایشور کا احساس سے محسوس ہونا لکھ مارا۔ اب آپ ہی بتلائیں کہ آریہ سماج کے "دھرشی" کا فرمودہ اصول انکے متضاد اقوال پر چسپان ہو سکتا ہے یا نہیں؟ کہ "ایک دوسرے سے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں"۔

(۱۰)

گانا بجانا ناچنا شہوانی عیب ہیں

نفسانی لذتوں سے پیدا شدہ عیبوں کا شمار سنئیے۔

شکار کھیلنا۔ چوپڑ کھیلنا۔ جوا بازی۔۔۔۔ بھنگ۔ افیون۔ شراب۔ چرس وغیرہ کا استعمال۔ گانا بجانا۔ ناچنا یا ناچ کرانا۔ سننا اور دیکھنا بیفائدہ ادھر اُدھر گھومتے رہنا۔ یہ دس کام (شہوت) سے پیدا شدہ عیب ہیں۔

(ستیارتھ صفحہ ۱۶۶)

گانا بجانا ناچنا قرار واقعی سیکھنا چاہیئے

(۱) لوگوں کو چاہیئے کہ ہنسی اور زنا وغیرہ گناہوں کو چھوڑ کر اور گانے بجانے ناچنے وغیرہ کی تعلیم کو حاصل کر کے مسرور ہوں"

(۲) گاندھروید جسکو علم موسیقی کہتے ہیں۔ اس میں سُر۔ راگ راگنی۔ سم تال گرام تان۔ ساز بجانا۔ ناچنا اور گیت وغیرہ کو قرار واقعی سیکھنا چاہیئے۔ (ستیارتھ صفحہ ۸۲)

([illegible] صفحہ ۱۰۴)

(۱۱)

ویدوں میں تین مضمون

ویدوں کے تین کانڈ (مضمون) ہیں - کرم کانڈ اُپاسنا کانڈ - گیان کانڈ - الخ

(اُپدیش منجر اُردو صہ ۳۲)

ویدوں میں چار مضمون

ویدوں میں چار مضامین ہیں - انکی تفصیل حسب ذیل ہے:- گیان کانڈ ۱ اُپاسنا کانڈ ۲ - کرم کانڈ ۳ اور وگیان کانڈ ۴ الخ

(رگوید آدی بھاش بھومکا اُردو صہ ۲۵)

(۱۲)

پرمیشور ہر لحظہ میں انصاف کرتا ہے

پرمیشور کے انصاف میں اسقدر التوا نہیں ہے - ہر ایک پل چھین (لمحہ) میں اسکے انصاف کا انتظام جاری ہے - اور اپنے پاپ پُن کے مطابق ہمیں بُرا یا بھلا پھل ملتا ہے - (اُپدیش منجری اُردو صہ ۷۱)

پرمیشور زمانہ پرلے میں بیکار

پرلے (جس کا زمانہ چار ارب بتیس ۳۲ کروڑ سال ہے) میں جیو (ارواح) اس طرح نکمے پڑے رہتے ہیں جیسے کوئی گہری نیند میں پڑا ہو -

(ستیارتھ صہ ۲۴۵)

سماجی مترو! بتلاؤ اور ضرور بتلاؤ سوامی جی کے ان متضاد بیانات کی کس طرح تطبیق ہوسکتی ہے؟ اگر ان میں مطابقت ثابت کرسکو تو فبہا ورنہ اجازت دو کہ ہم ان متخالف بیانات پر سوامی جی کا ہی فتویٰ عائد کردیں کہ " ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں "

(۱۳)

نکاح بیوگان جائز

(۱) سوال - وید شاستر کی رُو سے بیوہ عورت یا مرد کا بواہ (بیاہ) مناسب ہے یا نہیں - اور بصورت حیات یا وفات اپنی زوجہ کے مرد کو دوسرا دوسرا بواہ کرنے میں کچھ عیب تو نہیں -

جواب - بیوہ عورت کا دوسرا پُنر بواہ (بیاہ ثانی) ہونا چاہیئے - اور بصورت حیات اپنی عورت کے دوسری شادی کا مستحق نہیں - مگر بعد وفات (عورت) اختیار ہے کہ چاہے کرے یا نہ کرے - ایسا ہی بیوہ کو بھی مختار ہونا چاہیئے " (جیون چرتر سوامی دیانند مصنفہ پنڈت لیکھرام صہ ۷۶۹)

نکاح بیوگان ناجائز

برہمن کھشتری اور ویش دونو (ذاتوں) میں کھشت یونی اور کھشت ویرج مرد (جنکی مجامعت ہو چکی ہو) کا پُنر وواہ (مکرر بیاہ) نہ ہونا چاہیئے "-

(ستیارتھ صہ ۱۳۰)

(۲) دوج یعنی (براہمن کشتری اور ویش پہلے تینوں ورنوں (ذاتوں) کو دوسری بار بیاہ کرنے کی اجازت نہیں "

(بھومکا اُردو صفحہ ۱۲۵)

(۲) رانڈوں کی شادی کر دینی چاہیئے۔

(بحوالہ اخبار عام) (جیون چرتر صفحہ ۳۰۱)

(۳) سردار ہرچند داس نے نیوگ پر کچھ اعتراض کئے تھے کہ آپ نے اچھا نہیں کیا جو رنڈیوں (بیوائیں) کو خصم (خاوند) کرایا۔ سوامی جی نے کہا کہ ہم نے ایسا نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ "بیوہ کی شادی رنڈوے مرد سے ہونی چاہیئے کنوارے سے نہیں"

(جیون چرتر کلاں صفحہ ۳۳۳)

—————— :(۱۴): ——————

ماں بچہ کو دودھ نہ پلائے

"عورت بچہ جننے کے وقت کمزور ہو جاتی ہے اس لئے زچہ دودھ نہ پلائے"

(ستیارتھ صفحہ ۳۴)

ماں بچہ کو دودھ پلائے

(۱) یجروید ادھیائے ۸ منتر ۵ کے خلاصہ مطلب میں لکھا ہے کہ "مذکورہ بالا گُن والا بیٹا اُس اپنی ماں کا دودھ پیوے"

(۲) رگوید منڈل ۱ سوکت ۱۲۴ منتر ۴۹ کے خلاصہ مطلب (بھاوارتھ) میں مرقوم ہے کہ:-

"جیسے ماتا اپنے پستان کے دودھ سے اولاد کی حفاظت کرتی ہے ویسے عالم عورت تمام خاندان کی حفاظت کرتی ہے"

(تفسیر رگوید جلد سوم صفحہ ۶۶۴)

(۳) یجروید ادھیائے ۱۷ منتر ۸۷ کے خلاصہ مطلب (بھاوارتھ) میں مذکور ہے کہ:-

"جیسے بالک (بچہ) اور بچھڑے پستان سے دودھ کو پی کر بڑھتے ہیں" (تفسیر یجروید از سوامی دیانند جلد اول صفحہ ۶۳۶)

سوامی جی کے متضاد اقوال کہاں تک لکھیں۔ ان کی تحریر اور تقریر کا یہ ایک خصوصی نشان ہے کہ ان میں بہت سی متخالف و متضاد باتیں بھری پڑی ہیں۔ اور یہ کوئی اچھی بات نہیں کیونکہ خود ہی اس قسم کے نقیض اقوال کے متعلق لکھ چکے ہیں کہ:-

"ایک دوسرے سے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں"

—————— :(۱۵): ——————

غیر مذاہب والوں سے چھوت چھات ضروری

ایک لیکچر حفظ صحت کے اصولوں پر دیا تھا جس کے خاتمہ پر ہرمنزجی صاحب پارسی نے بیگی کے باغ میں سوال کیا کہ جب آپ یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہم اور آپ ایک نسل ہی ہیں۔ تو پھر آپ ہم سے کھان پان کا بیوہار کیوں نہیں کرتے۔ سوامی جی نے اُتّر (جواب) دیا کہ آپ لوگوں کا مسلمان وغیرہ قوموں سے بیوہار (تعلق) ہونے سے ہم لوگ آپ سے ایسا بیوہار نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر آپ کچھ مدت تک آریہ لوگوں سے ملتے رہیں تو یہ بات دُور ہو جائیگی۔ اور آہار بیوہار (کھان پان وغیرہ) ایک ہو جاویگا" (جیون چرتر کلاں صفحہ ۳۶۷)

غیروں سے چھوت چھات ضروری نہیں

کنور جوالا پرشاد پاٹھک نے اُن (سوامی) سے سوال کیا کہ غیر قوم و مذہب والوں کے ہاتھ کا پکا ہُوا یا چھوا ہُوا کھانے سے ویدوکت دھرم والوں کو (آریہ مذہب کے پیرو) کچھ نقصان ہو سکتا ہے۔ یا نہیں۔ اور اس میں کچھ بُرائی یا بھلائی ہے یا نہیں۔ سوامی جی نے جواب دیا کہ نہ کچھ بُرائی ہے نہ بھلائی" (جیون چرتر کلاں صفحہ ۳۸۵)

:(۱۶):

وید میں تواریخ نہیں

کسی انسان کا نام یا خاص حکایت کا ذکر اذکار ویدوں میں نہیں ہے" (ستیارتھ صفحہ ۲۳۷)

ویدوں میں تواریخ ہے

جو کچھ وید وغیرہ شاستروں میں ویوستھا (قانون) و اتہاس (تواریخ) لکھے ہیں اُنہی کا ماننا نیک آدمیوں کا کام ہے" (ستیارتھ ہندی طبع دوم یا چہارم صفحہ ۳۲۶)

:(۱۷):

حاملہ عورت سے جماع جائز نہیں

جب مہینے بھر میں حیض نہ آنے سے حمل کے ٹھیرنے کا یقین ہو جائے تب سے ایک برس (یعنی کم از کم معیاد) تک عورت مرد ہم بستر ہرگز نہ ہوں الخ" (ستیارتھ صفحہ ۱۰۸)

حاملہ عورت کو جماع کی اجازت

اور گربھ وتی (حاملہ) استری (عورت) سے ایک برس سماگم (جماع) نہ کرنیکے زمانہ میں آدمی و عورت سے نہ رہا جائے تو کسی سے نیوگ کر کے اُسکے لئے اولاد پیدا کر دے" (ستیارتھ پرکاش ہندی تیسرا یا چوتھا ایڈیشن صفحہ ۱۱۹)

(۱۸)

شودر کو وید پڑھنے کی اجازت ہے

(۱) سوال۔ کیا عورت اور شودر بھی وید پڑھیں الخ

جواب۔ سب زن و مرد یعنی نوع انسان کو پڑھنے کا حق ہے۔ تم کنوئیں میں گرو اور تمھاری یہ شرتی طبع زاد ہے کسی معتبر کتاب کی نہیں ہے۔ تمام نوع انسان کے وید وغیرہ شاستر پڑھنے اور سننے کے مستحق ہونیکی تصدیق یجر وید کے چھبیسویں ادھیائے کے دوسرے منتر میں موجود ہے۔" (ستیارتھ صفحہ ۸۷)

(۲) چنانچہ اس سوال کا جواب کہ وید پڑھنے اور سننے کا کس کس کو حق ہے اس طرح دیا ہے کہ چاروں وید براہمن کشتری ویش اور شودر اور شودر سے بھی پرے نیچ لوگوں اور سوا تیہ یعنی عزیز دل بیٹوں نوکروں اور سب کو پڑھنے سننے چاہئیں۔"

(رگوید آدی بھاش بھومکا اردو صفحہ ۱۷۹)

شودر کو وید نہیں پڑھانا چاہیئے!

اور جو خاندانی نیک چلن شودر ہو تو اس کو منتر سنگھتا (رگوید وغیرہ) چھوڑ کر سب شاستر پڑھاوے اور شودر پڑھے۔"

(ستیارتھ صفحہ ۴۹)

سماجی مترو! بتلاؤ تو سہی ان متناقض متضاد باتوں کی کیونکر تطبیق ہو؟ ایک جگہ تو چھوت چھات کو لازمی بتلایا اور دوسری جگہ چھوت چھات کے لئے "نہ کچھ برائی ہے نہ بھلائی" کہدیا۔ ایک مقام پر ویدوں میں تواریخ سے انکار کیا تو دوسرے مقام پر اسی کتاب کے اندر تواریخ مان بیٹھے۔ اسی طرح ستیارتھ صفحہ ۱۰۸ میں حاملہ سے جماع ناجائز بتلایا مگر اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۹ میں حاملہ کو نیوگ کی اجازت دی۔ ستیارتھ صفحہ ۸۷ پر شودر وغیرہ کو وید پڑھنے کا حق دار لکھا لیکن افسوس کہ اسی کتاب کے صفحہ ۴۹ میں۔

(۱۹)

وید کی شاکھا ۱۱۲۷ ہیں

سوال۔ ویدوں کی کتنی شاکھا ہیں۔

جواب۔ ایک سو ستائیس۔" (ستیارتھ ہندی صفحہ ۱۲۷ ۱۸۸۴ء)

وید کی شاکھا ۱۱۲۷ ہیں

اور نیز ویدوں کی ایک ہزار ایک سو ستائیس شاکھائیں جو وید کے منتروں کی شرح ہیں۔" (رگوید آدی بھاش بھومکا اردو صفحہ ۱۵۹)

(۲۰)

لڑکی کا یگیوپویت ناجائز

کنیا لوگوں کو یگیوپویت (زنار۔ جنیؤ) کبھی نہ کرانا چاہیئے۔"

(ستیارتھ پرکاش ہندی مطبوعہ ۱۸۷۵ء بنارس صفحہ ۳۸)

لڑکی کو یگیوپویت جائز

لڑکی بھی عمدہ لباس سے ملبس ہو اور یگیوپویت پہن کر وواہ شالا (مقام شادی) میں آوے۔"

(سنسکار ودھی ہندی مطبوعہ سمت ۱۹۳۲ پہلا ایڈیشن)

[illegible]

فان اراد ان یھلک المسیح سے وفات مسیح ثابت ہوتی ہے

مسئلہ حیات مسیح یوں تو اب خدا کے فضل سے ایسا صاف ہو گیا ہے۔ کہ اس پر کچھ لکھنے یا کہنے کی چنداں ضرورت نہیں رہی۔ مگر بعض ناواقف اپنی نادانی کی وجہ سے اب بھی بعض دفعہ اس مسئلہ پر گفتگو شروع کر دیتے ہیں چنانچہ پچھلے دنوں ایک مولوی صاحب سے (جو اپنے آپکو دیوبند کا تعلیم یافتہ قرار دیتے تھے) خاکسار کا اسی موضوع پر مباحثہ ہوا گو دوران مناظرہ میں تو انکو جرأت نہ ہو سکی کہ وہ ایک آیت ہی قرآن مجید سے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے صرف اِدھر اُدھر سے چند تفاسیر کے کچھ حوالجات کسی مطبوعہ کتاب سے پڑھ کر سناتے رہے لیکن میں نے اپنے ایک معزز دوست کی زبانی سنا ہے کہ وہ آیت فمن یملک من اللہ شیئاً۔ ان اراد اللہ ان یھلک المسیح ابن مریم و امہ ومن فی الارض جمیعاً کو قطعیۃ الدلالت علیٰ حیاتِ المسیح سمجھتے ہیں اور اس کو ہمیشہ پیش کرتے رہتے ہیں اور اس علاقہ میں اس آیت کا عام چرچا ہے اور خیال ہے کہ اس کا کوئی جواب ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے متعلق مختصر طور پر کچھ عرض کیا جاوے۔ شاید کوئی سعید الفطرت فائدہ اٹھا دے۔ وباللہ التوفیق۔

اوّل۔ یہ کہنا کہ آیت مذکورہ دلالۃ النص کے طور پر حیاتِ مسیح کو ثابت کرتی ہے محض جہالت ہے۔ کیونکہ نص کے متعلق لکھا ہے ما سیق الکلام لاجلہ۔ لیکن جس محل پر آیت ہذا مذکور ہے وہ قطعاً حضرت مسیحؑ کی زندگی ثابت کرنیکا محل نہیں ہے۔ بلکہ مقصد ابطال الوہیتِ مسیح ہے چنانچہ اس سے قبل یہ آیت ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم۔ کیا زندگی منافی الوہیت ہے جو اسکو ابطالِ الوہیت میں پیش کیا گیا بلکہ یہ تو ایک رنگ میں الوہیت کی دلیل ٹھیر سکتی ہے۔ کہ دوسرے انسانوں سے نرالی زندگی ثابت ہو جاتی ہے وامعنوا النظر فی ھذا المقام یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مناظرات میں کسی نے بھی آپ کے مقابلہ میں اس آیت کو بصورت مذکور پیش نہیں کیا فقیہ شیئً۔

دوم۔ اگر انکی زندگی کو بفرضِ محال مان بھی لیا جائے تو بھی آسمان پر جانا جو اصل مقصد ہے ہمارے مخالفوں کا ثابت نہ ہوا۔

سوم۔ اگر اس سے حضرت مسیحؑ کی زندگی ثابت ہو سکتی ہے۔ تو ساتھ ہی ان کی والدہ حضرت مریمؑ کو بھی اب تک زندہ ماننا پڑیگا حالانکہ ان کی وفات ایک مسلمہ امر ہے۔

چھارم۔ ساری آیت میں ایک لفظ بلکہ حرف بھی ایسا نہیں جسکے معنی زندہ آسمان پر جانے کے ہوں اگر کوئی دکھا دے تو یکصد روپیہ انعام پاوے۔

پنجم۔ صرف یُهْلِكَ ہے جس کی ماضی ہے اھلك۔ اور قرآن مجید میں اِھلاك بمعنی موت وفوت ایک جگہ بھی استعمال نہیں ہوا بلکہ ہلاک و تباہ کر دینے کے معنوں میں ہی استعمال ہوا ہے چنانچہ دیکھو مندرجہ ذیل مقامات جہاں ماضی۔ مضارع۔ اسم فاعل کے مختلف صیغوں کے ساتھ یہ لفظ آیا ہے اور ہر جگہ بربادی کے معنی ہی مراد ہیں)۔

پ۷ ع۷ و پ۸ ع۔ پ۱۰ ع۳۔ پ۱۱ ع۷۔ پ۱۴ ع۱۔ پ۱۵ ع۲ ع۲۔ پ۱۶ ع۳۔ ع۹ ع۶ ع۱۔ ع۷ ع۷ ع۷۔ پ۱۷ ع۔ پ۱۹ ع۱۱ ع۱۔ پ۲۰ ع۸ ع۹
پ۲۱ ع۱۶۔ پ۲۳ ع ع۔ پ۲۵ ع۷ ع۱۵۔ پ۲۶ ع۴ ع۱۷ ع۶۔ پ۲۷ ع۱۔ پ۲۹ ع۲ ع۵۔ پ۸ ع۳۔ پ۱۹ ع۱۔ پ۲۰ ع۹۔ پ۱۵ ع۱۶۔
پ۲۰ ع۱۶۔ پ۹ ع۱۔ پ۱۵ ع۲۰۔ پ۲۰ ع۹۔ پ۱۸ ع۳۔ پ۲ ع۹۔ پ۶ ع۷۔ پ۹ ع۵۔ پ۱۲ ع۔ پ۲۵ ع۱۹۔ پ۷ ع۹۔ پ۱۰ ع۱۲۔
پ۷ ع۱۱۔ پ۲۶ ع۴۔ پ۹ ع۹۔ پ۴ ع۳۔ پ۳۰ ع۱۵۔ وغیرہ

اور ظاہر ہے۔ کہ ہلاکت موت کے بعد بھی متحقق ہو سکتی ہے اس کے لئے جسم خاکی ہی کا ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ بعد از موت بھی خدا تعالیٰ کسی کو ہلاک کرنا چاہے تو کر سکتا بلکہ کرتا ہے۔

ششم۔ (اِنْ اراد اللہ) قرآن مجید میں اِنّ کو بھی بصورتِ اِنْ استعمال کیا گیا ہے۔ دیکھو اِنْ ھٰذان لسٰحِران (سورۃ طٰہٰ) وَاِنْ کُنّا عن عبادتکم لغٰفلین (یونس ع)

اور فمن یملك سے دو وکانہ لگے اسکے لئے دیکھو خلقهٗ من تراب ثم قال له کن فیکون میں فیکون صیغہ مضارع کا اور قال له ماضی ہے۔ نیز فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض (مائدہ ع) میں یَبْحَثُ۔ مضارع اور بَعَثَ ماضی۔ دوئم اس لئے کہ فمن یملِكُ من اللہ شیئاً ایک عام استدلال پیش کیا ہے کہ کوئی ہستی بھی خدا کے آگے دم نہیں مار سکتی۔ پس الوہیت کا مستحق بھی کوئی نہیں ہو سکتا اور آگے نظیر میں حضرت مسیحؑ ہی کو پیش کیا کہ وہ اللہ کے امر و ارادے کو جو اسکے اور اسکی والدہ کے ہلاک کرنے کے متعلق تھا دفع نہ کر سکا فبطلت الوھیتهٗ۔

ھفتم۔ اِنْ بمعنی قَدْ بھی استعمال ہوتا ہے۔ ہر جگہ شرطیہ ہی نہیں ہوتا جیسے آیت اِنْ شاء اللہ (توبہ ع و پ۱۳ ع) اور واتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین میں ہے۔

ھشتم۔ اِنْ ظرفیہ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے واولی الامر منکم اِنْ کنتم الخ میں ہے (تاج العروس جلد ۹ صفحہ ۱۲۹) چنانچہ تفسیر ابن جریر جلد ۶ صفحہ ۹۳ مطبوعہ مصر میں لکھا ہے۔ لو کان المسیح کما یزعمون انه ھو اللہ ولیس کذالك لیقتک ان یرد امر اللہ اِذ جاء باھلاکه

(نوٹ) اھلاک کے معنی کو پیش نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ یہ بجز دست قدرت کے نہیں اھلاک مزید ہے۔

واهلاك امه فلم یقدر علی دفع امرہ ۔ یعنی جب خدا نے حضرت مسیحؑ کو اور ان کی والدہ کو ہلاک کیا تو مسیح روک نہ سکا اور سچ بھی یہی ہے کیونکہ اِنْ کو شرطیہ ماننے سے قائلین الوہیتِ مسیح پر حجت ہو ہی نہیں سکتی وہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر مگر کرنا یہ صرف فرضی اور وہمی بات ہے نہ خدا نے ارادہ کرنا ہے اور نہ ہی انہوں نے مرنا ہے کیونکہ وہ خود الٰہ نہیں۔ ان پر حجت ملزمہ اسی صورت میں ہو سکتی ہے اور اسی سے کسرِ صلیب ہو کر عیسائی مذہب کی بنیاد اکھڑ جاتی ہے۔ کہ ان کے خدا کو وفات یافتہ ثابت کیا جاوے پس یہ آیت تو وفات کی دلیل ہے نہ کہ حیات کی۔

اور یہ خیال کہ خدا تعالیٰ نے کسی خاص ضرورت کے لئے حضرت مسیحؑ کو سنبھال کر آسمان پر بٹھا رکھا ہے کہ تا وقت پر ان کو نازل کر کے کام لے سکے۔ نہایت ہی بیہودہ خیال ہے جس سے خدا تعالیٰ کو ضعیف اور کمزور ماننا پڑتا ہے۔ مگر اس کی تردید خدا تعالیٰ نے اسی آیت کے آخر کر دی ہے جہاں فرمایا کہ وہ زمین و آسمان کا مالک ہے ہر قدرت اس کو حاصل ہے اس کو کیا حاجت ہے جو وہ مسیح ہی کو اتنی لمبی مدت سنبھال کر رکھتا پھرے۔ وہ تو ہزاروں مسیح ضرورت کے موقعہ پر پیدا کر سکتا ہے۔ والیہ اشار بقولہ و یخلق ما یشاء۔ چنانچہ جبکہ دجالی فتنہ اپنے کمال کو پہنچ چکا۔ تو اس کو پاش پاش کرنے کے لئے عین وقت پر مسیح سے بھی بڑھکر ایک شخص کو مبعوث فرما دیا۔ و اللہ علی کل شیئ قدیر۔ ؎ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

اصول ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ۔ فکیف الاحتمالات فتفکروا یا اولی الابصار وتدبروا یا اولی الالباب ۞

اسلامی عقائد پر زبردست براہین

یوں تو ہر مسلمان مانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے اور وہ ایک ہے اسکے ملائکہ برحق۔ اسکے رسل سچے حضرت محمد خدا کے سچے رسول ہیں۔ قرآن مجید کامل الہامی کتاب ہے۔ قرآن مجید کے بعد بھی سلسلہ وحی جاری ہے۔ قیامت برحق ہے۔ لیکن اگر پوچھا جائے اسکے عقلی دلائل تو بڑے سے بڑے مولوی رہ جاتے ہیں کتاب براہین العقائد میں ہر مسئلہ پر زبردست دلائل جمع کر دیئے گئے ہیں اور یہ دلائل بھی اپنے خیال سے پیدا نہیں کیئے بلکہ آیات قرآنیہ سے مستنبط ہیں بے نظیر رسالہ ہے اور میں نے آج تک کوئی کتاب اس موضوع پر اس جامعیت کے ساتھ کسی غیر نبی کی لکھی ہوئی نہیں دیکھی ! احباب کو چاہیئے کہ یہ رسالہ جس کی چند جلدیں باقی ہیں منگوالیں خود پڑھیں اپنے بچوں کو پڑھائیں اور غیر مذاہب کو دکھائیں آپ کی وسعت معلومات کا موجب ہوگی۔ پھر تبلیغ کا کام بھی دے گی۔ قیمت بجائے ۱۰/ صرف ۸/

ملنے کا پتہ :- تشحیذ قادیان

المسیح الدّجال کون ہے
اور
المسیح الموعود کون

یہ بات سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں خوب واضح کر دی گئی ہے کہ دجّال کی وحدت شخصی نہیں بلکہ وحدت نوعی ہے۔ اور اس کے مختلف مظاہر ہیں۔ شخصیت کے نقطۂ خیال سے المسیح الدجال کا لفظ اس شخص پر صادق آتا ہے جو اسلام کا بدترین دشمن ہوا۔ اور جس نے اپنے آپ کو ربّ اور خدا ظاہر کیا اور ساتھ ہی شریعت اسلامیہ کو منسوخ قرار دیکر دعویٰ کیا اس سے بہتر شریعت میں لایا ہوں۔ گو اس شریعت پر بھی عمل کرنے والے اس دنیا کے طبقے پر نہیں پائے جاتے اور نہ وہ شریعت کی کتاب شائع کی جاتی ہے۔ تعجب ہے کہ ان بابیوں اور بہائیوں کے نزدیک نفوذ کلمہ و اشاعت کتاب ہی صداقت کی بہترین دلیل ہے۔ مگر اپنی شریعت پر عمل کرنے والا کوئی علاقہ کوئی طبقہ کوئی گروہ نہیں دکھا سکتے۔ خود اس مذہب کے خلیفے مسلمانوں کے ساتھ بعض اوقات نماز پڑھ لیتے ہیں مکّہ معظّمہ کی طرف مُنہ کر کے۔ حالانکہ بتاتے ہیں۔ کہ حسب اقتضاء زمان قبلہ تبدیل ہو چکا۔ نمازیں وہ نہیں رہیں چنانچہ چند احکام ذیل میں درج کرتا ہوں:۔

تحویل قبلہ۔ واذا اردتم الصلوٰۃ ولّوا وجوهكم شطري الاقدس المقام المقدس الذی جعله الله مطاف الملاء الاعلیٰ (جب تم نماز کا ارادہ کرو۔ تو اپنے مُنہ مقام مقدس عکّہ کی طرف کر لو جسے خدا نے ملاء اعلیٰ کا مطاف بنایا ہے)

نماز۔ وقد کتب علیکم الصّلوٰۃ لتسع رکعات لِلّٰہ منزل الآیات حین الزوال وفی البکور والآصال وعفونا عن عدة اخریٰ امراً فی کتاب الله انه لهو الآمر المقتدر المختار (ہم نے تم پر ۹ رکعت نماز فرض کی اللہ کے لئے زوال۔ صبح و شام کے وقت اور باقی اوقات معاف کر دیئے)

تیمم۔ من لم یجد الماء یذکر خمس مرات بسم الله الاطهر (پانی نہ ملے تو ۵ بار بسم اللہ الاطہر کہہ لے)

نماز باجماعت نہ پڑھو۔ کتب علیکم الصّلوٰۃ فرادیٰ قد رفع حکم الجماعة الا فی صلوٰۃ المیت انه لهو الآمر الحکیم۔ تم پر نماز اکیلے اکیلے فرض ہے۔ جماعت کا حکم اُٹھا دیا گیا مگر نماز میّت میں وہ امر دینے والا حکیم ہے۔

اب دیکھئے مذہب تو یہ ہے۔ مگر یہ لوگ منافقانہ طور پر کبھی گرجا میں چلے جاتے ہیں کبھی مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھ لیتے ہیں۔ ہم نے ان کے زعماء کو نوٹس دیا کہ تمھارے شارع حسین علی نے تو اعلان کیا کہ تمام شرائع سابقہ منسوخ[1] ہیں پھر انہی پر عمل کیوں اس کے جواز کی دلیل اپنے شارع کے کلام سے پیش کرو۔ مگر کچھ جواب نہیں دیا کیونکہ ایسا محض دھوکہ میں لانے کے لئے کرتے ہیں۔ غرض بات بات میں دجل ہے اور ایسی ہی باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ المسیح الدجال کے پیرو ہیں۔ خود اس کے دعویٰ کا یہ حال ہے۔ کہ باب نے کتاب **بیان** میں لکھا کل من ادعی امراً قبل سنین کاملۃ المستغاث ھو مفتر کذاب اقتلوہ حیث ثقفتموہ ۔ (جو شخص مجھ باب کی مقرر کردہ شریعت کے علاوہ اب اور نئے دین کا دعویٰ کرے سن **مستغاث** (دو ہزار سال) سے پہلے وہ مفتری اور کذّاب ہے۔ اسے قتل کر دو جہاں پاؤ۔ اور خود ہی اس شریعت کو منسوخ کر کے اور شریعت کا اعلان کر دیا۔ اور منکرین سے کہہ دیا کہ باب کی کتاب پیش کرتے ہو اور اس کے بھیجنے والے[3] کا انکار؟ معزز ناظرین یہ نہ سمجھیں کہ جیسے دیگر رسول تھے۔ ویسے ہی حسین علی صاحب عرف بہاء اللہ کو بھی دعویٰ تھا کہ مجھ پر بھی نزول وحی ہوتا ہے ہرگز نہیں بلکہ وہ اپنی قلم کو قلم اعلیٰ قرار دیتا اور جو کچھ لکھتا اس کا نام لوح رکھ کر اپنے مرید پر اتارتا۔ چنانچہ اسکی الواح دیکھنے والوں پر صاف عیاں ہے ایک لوح الذکر الحکیم میں لکھا ہے قل لک الحمد یا من بیدک زمام الارضین والسمٰوات × × وقال لبیک یاربی الرحمٰن۔ یہ اپنے مرید کو ارشاد ہے اور خود وہ ہستی بن رہے ہیں جس کے ہاتھ میں زمین وسمٰوات کی ڈورے اور ربّ الرحمٰن ہونے کا دعویٰ ہے مگر حالت یہ ہے کہ آخر میں لکھنا پڑا ہے۔ والیوم لیس الاذن لاحد ان یتوجہ الی الوجہ لانا فی شدۃ ومقام ممنوع یعنی وہی ربّ صاحب وحی اتار رہے ہیں کہ میں اس وقت قید ہوں شاید کوئی بابی حسب عادت دھوکہ دینے کے لئے کہہ دے کہ یہ خدا کا کلام بہاء اللہ پر نازل ہوا تو یہ بالکل غلط ہے تمام لوح پڑھنے سے خود واضح ہو جاتا ہے۔ اور خود ان کے پہلے مریدوں کو اقرار ہے کہ لوح ہم پر بہاء اللہ کی طرف سے نازل ہوتی ہے۔ چنانچہ کتاب الفرائد میں ان کا مستند فاضل لکھتا ہے و در لوح کبیری کہ در جواب سوالات جناب مانکجی زردشتی باسم ایں عبد (مصنّف کتاب) نازل شدہ است مے فرمایند قل یا ملاء الامکان بایّ حجۃ اٰمنتم باللہ من قبل وقال ایضا جلّ اسمہ وعزّ ذکرہ یا ابا الفضل قم باسمی وقل بالحکمۃ والبیان (صفحہ ۴۲۴) دیکھئے اوّل تو رسول و نبی سمجھا جائے تو اس کا ذکر علیہ الصلوٰۃ یا علیہ السلام سے ہوتا ہے مگر بہائی حسین علی کے نام کے ساتھ کبھی ایسا نہیں کرینگے بلکہ جلّ اسمہ وعزّ ذکرہٗ لکھینگے جیسا کہ مسلمان خدا تعالیٰ نام کے

[1] لیس لاحد ان یتمسک الیوم الا بما ظہر فی ہذا الظہور (اقدس) (۵۱ ہم) [2] کتاب یقول قد جاء منزلی (اقدس صفحہ ۲۲)
(۳) اذاتی منزل البیان۔ (اقدس صفحہ ۹)

ساتھ لکھتے ہیں اور پھر وہ وحی درج ہے جو حسین علی نے ابو الفضل اپنے مرید پر نازل کی کہ قسم باسمی۔ یہی وہ ربّ اور خدا ہونے کا دعویٰ ہے جو بتاتا ہے کہ الدجّال کون تھا۔ کیونکہ حدیث نبوی میں اس کا یہی نشان آیا ہے۔ وعن انس قال قال رسول اللہ صلعم الا انہ اعور وان ربکم لیس باعور (متفق علیہ) کہ وہ دجال اعور ہے اور تمہارا ربّ اعور نہیں۔ یہ فرمانا کہ ان ربکم لیس باعور بتا رہا ہے کہ اسے ربّ ہونے کا دعویٰ ہوگا۔ مگر وہ زبان سے جو چاہے بنے۔ لوازمات بشریت کا ایک پہلو خود ثبوت دے رہا ہے کہ وہ رب نہیں ہو سکتا۔ دعویٰ ملاحظہ ہو:۔

حوالۂ اوّل۔ اہل بہار اعقیدت ایں است کہ جمیع صحف الٰہیہ وکتب سماویہ کہ در عالم موجود است برایں بشارات عظیمہ ناطق ومتفق است کہ در آخر الزمان بہ سبب طلوع دو نیر اعظم در اسماء امر اللہ عالم رتبۂ بلوغ یابد × × سموات ادیان مختلفہ منطوی گردد

در توراۃ مقدس ازایں یوم عظیم وقرن فخیم یوم الرب ویوم اللہ، وازیں دو ظہور کریم بنزول ایلیا نبی وظہور اللہ تعبیر یافتہ ودر انجیل جلیل بیوم الرب ویوم الملکوت ودر قرآن مجید یوم اللہ ویوم الجزاء ویوم الحسرۃ ویوم التلاق وقیامت وساعت وامثالہا۔" (کتاب الفرائد صفحہ ۱۰)

حوالۂ دوم۔ ودر مقام دیگرے فرماید یوم یاتی ربک او بعض آیات ربک وے فرماید وجاء ربک والملک صفا صفا ودر مقام دیگرے فرماید یوم یقوم الناس لرب العالمین۔

وخلاصہ القول ازیں قبیل آیات کریمہ در قرآن مجید بسیار است کہ در کل از ظہور بعد بایں الفاظ عالیہ وعبارات رفیعہ تعبیر شدہ" (صفحہ ۲۸۱)

ان حوالوں میں صاف صاف ربّ اور رب العالمین ہونا مسطور ہے۔ بعض بابی اور بہائی دھوکہ دینے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ وہ حضرت موسیٰؑ حضرت نبی کریمؐ کی مانند مظہر امر اللہ تھے۔ لیکن میں خود ان لوگوں کی کتاب کے حوالہ سے ثابت کردوں گا کہ بہاء اللہ نے ہرگز نبوّت کا لفظ اپنے لئے استعمال نہیں کیا۔ چنانچہ کتاب الفرائد میں ہے:۔

"معتقد اہل بہا ایں است کہ ظہور حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ وعزّ اسمہ ظہور ثانی موعود در قرآن و احادیث صحیحہ است

ولہذا اینکہ جناب شیخ گماں فرمودہ اند کہ شاید ادّعائے ایشاں ادّعائے نبوّت باشد محض وہم وگمان خود جناب شیخ است وہر کس کہ با اہل بہا معاشر۔ ویا از کتب ایں طائفہ مطلع باشد میداند کہ نہ در الواح مقدسہ ادّعائے نبوۃ وارد شدہ ونہ بر السنۂ اہل بہا لفظ نبی برآں وجود اقدس اطلاق گشتہ۔" (ص ۲۷۵)

"چوں معلوم شد کہ ادّعائے جمال اقدس ابہی ادّعائے ظہور موعود است نہ ادّعائے نبوّت و یا وصایت و نیابت۔ بصریح دلیل عقلی تواں دانست کہ مصدر و مظہر امر اللہ مجبور باجرائے شریعت سابقہ نیست چہ ایں مقام۔ مقام شارعیت است و رتبہ شارعیت کہ رتبۂ سلطنت مطلقہ الٰہیہ است باتقید ہرگز معقول نہ باشد۔ ×× مظہر امر اللہ و قائم باذن اللہ برحسب مقتضیات وقت تشریع شرائع و وضع سنن و قواعد فرمایند" (صفحہ ۲۷۸)

"پس درایں مسئلہ کہ اکنون فیما بین ما و شما محلّ اختلاف است کہ آیا ظہور موعود ظہور نیابت و امامت و خلافت است یا ظہور ربوبیت و شارعیت و اصالت" (صفحہ ۲۷۹)

ان حوالوں سے علاوہ اسکے کہ حسین علی اپنے آپکو نبیوں کی جماعت میں نہیں قرار دیتا تھا یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اسلامی شریعت کو بھی منسوخ کردیا۔ مگر بہائی جہاں اہل اسلام کا زور ہو۔ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایسی صورت میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ کہ گویا وہ مسلمانوں کا ایک اصلاح طلب فرقہ ہے چنانچہ آگرہ کے بہائیوں کا شیوہ ہے کبھی میلاد کی محفلیں منعقد ہو رہی ہیں کبھی یہ لکھا جارہا ہے کہ سلطان یقا خاتم الانبیاء کی حقیقت کے دلائل دیئے جائینگے۔ اس دجل کا کشف کتاب الفرائد کی یہ چند سطور کردینگی:۔

"ایں امر اعظم (بہا) عبارت از دینے از ادیان الٰہیہ است نہ مذہبے از مذاہب اسلامیہ۔ اگر نزول تصدیق رسالت حضرت خاتم الانبیاء در ایقان ایں امر را مذہبے از مذاہب اسلامیہ مقرر دارد پس باید بہ سبب نزول تصدیق حضرت عیسٰی در قرآن ہم اسلام مذہبے از مذاہب نصرانیہ باشد۔ و بہ سبب نزول تصدیق حضرت موسٰی در انجیل دیانت نصرانیہ مذہبے از مذاہب دین یہود شمردہ شودہ۔ (صفحہ ۶۸۷)

دیکھئے کس صفائی سے اپنے آپ کو مذہب اسلام سے الگ ظاہر کیا ہے۔ اور پھر الگ ہونا ہی ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ لوگ تو اسلام اور قرآن مجید اور نبی کریمؐ کی سخت ہتک کرتے ہیں اور ان کو کچھ سمجھتے ہی نہیں ملاحظہ ہوں یہ حوالے۔ بہائیوں کی مستند کتاب الفرائد سے:۔

حوالہ اوّل۔ "کہ کل صریح است بر مراتب علو و سمو و رفعت و جلالت ظہور و اعظمیت از ظہورات سابقہ و امور ماضیہ (صفحہ ۲۸۱)
×
و ایں جملہ صریح است بر ایں کہ ایں چنیں ظہور عظیمے مقام او مقام نیابت و خلافت و امامت نیست بل ظہور کلی الٰہی است و مقام شارعیت و سلطنت الٰہیہ۔ (صفحہ ۲۸۲) ×

در ایں یوم عظیم دیانت متجدد خواہد شد و شریعت جدیدہ ظہور خواہد نمود ××× و ایں در غایت

وضوح است کہ مقصود از ایں دین کہ در آیہ کریمہ وعدہ فرمودہ است کہ بخلق عنایت فرماید دین اسلام نیست ×× بل مقصود شریعت جدیدہ است" (ص ۲۸۲)

حوالہ دوم "خاصہ شریعت مقدسہ بہائیہ کہ تعمیم علوم و معارف را از فروض حتمیہ مقرر داشتہ ×× تا اہل بہا مثل اہل اسلام از صد نود و ہشت بے علم و خط نمانند و باب بے کاری و بطالت را وسعت ندہند۔ ص ۶۳۴ ×× معاملات و عبادات را مفترق داشت تا تطبیق قوانین قضا با مقتضیات وقت سہولت یابد ××× باب تاویل کتاب را مسدود فرمودہ و اعتماد بر احادیث و اخبار لسانیہ را منع نمود" (ص ۶۳۵)

حوالہ سوم "امر مبارک حضرت مسیح در مدت صد سال اول چنداں اہمیت نیافت کہ مورخین ذکرش را در تواریخ مذکور دارند و امر حضرت رسول (محمدؐ) چنداں نافذ نبود کہ در مدت یک قرن دہ نفس از اہل بلاد فقط از بقبول دینش افتخار جویند ×× آرے کلمۃ اللہ در ظہور مبارک عیسوی در ن اقطار نافذ شد ولے پس از سیصد سال آنہم بمعاضدت قیصرۂ رومانیہ و ذکر حضرت رسول در آں ممالک بلوغ یافت لیکن پس از صد سال آں ہم بہ لسان سیوف خلفائے امویہ۔ (ص ۶۶۱) × در ہیچ ظہورے ایں نفوذ قول و علو کلمہ و سرعت انتشار ذکر دیدہ نہ شدہ است کہ با وجود منع شدید اصحاب بطش و سطوت و مقاومت فوق العادہ ارباب جاہ و شوکت در نصف قرن ذکرش آفاق را الطبق دارد۔ و در جمیع ملل نفوذ یابد" (ص ۶۸۷)

حوالہ چہارم "اگر نفسے در آثار انبیاء سلف و آثار ایں دو ظہور (باب و بہا) معظم نیکو نظر نماید۔ و بدقت موازنہ کند بر اعظمیت آثار ایں ظہور شہادت دہد و آیات سابقین را نسبت بآیات جدیدہ مانند نسبت قطرہ بہ بحر مشاہدہ نماید ×× با وجود آنکہ حضرت خاتم الانبیاء در سن چہل سالگی برسالت مبعوث گشت و از قریش کہ اعرق قبائل بود در عربیت و فصاحت ظہور فرمود مع ذلک در مدت بیست و سہ سال سی جزو قرآن متفرقاً و نجوماً بر حضرتش نازل گشت و لکن باب اعظم نقطۂ اولی عز اسمہ الاعلی جوانے فارسی اللسان بودہ و ابداً در مدارس علمیہ تعلیم نہ فرمودہ بود ××× و آنحضرت در سن بیست و پنج سالگی بامر اللہ قیام فرمودہ و در مدت ہفت سال کہ تمام آں در حبس و نفی گذشت چندیں برابر قرآن در تفاسیر آیات کریمہ و حل غوامض عقائد دینیہ و جواب مسائل علمیہ و غیرہا از خطب و مناجات و شئون علمیہ و آیات از آثار مبارکش باقی ماند ×× و کذلک جمال اقدس ابہی جل اسمہ الاعلی با آنکہ وجود مبارک را پیوستہ امواج بلایا شدیدہ احاطہ داشت ×× مع ذلک کلہ

عالم را از آثار قلم اعلیٰ شرقاً و غرباً منوّر ساخت و مصداق وعدہ سا ریکم آیاتی فلا تستعجلون را ظاہر فرمود چنداں کہ معادل جمیع کتب سماویہ کافہ ملل از آثار مبارکش مدوّن و مشہود است و مجلدات کبیرہ از آیات کریمہ اش در جمیع اقطار و بلاد منتشر و موجود" (صـ۲۹)

ملاحظہ فرمائیے حوالہ اوّل سے یہ ادّعا نمایاں ہے کہ تمام اگلے انبیاء پر آپ کو اعظمیت کا دعویٰ ہے اور ان سے افضل و اعلیٰ۔ اور حوالہ دوم میں اسلام پر حملہ ہے کہ اس کی تعلیم کا یہ اثر ہے کہ ۹۸ فی صدی مسلمان جاہل ہیں۔ اور حوالہ سوم میں دکھایا ہے کہ مسیح اور نبی کریمؐ کی شریعت سو سو سال تک نہیں پھیلی اور ان دونو انبیاء کی قوّت قدسیہ صدیوں تک وہ کام نہ کرسکی جو حسین علی ربّ العالمین نے چند سالوں میں باوجود جیل میں رہنے کے کرلیا۔ اور حوالہ چہارم سے ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک قرآن کی کچھ حقیقت ہی نہیں۔ باب اور بہاء نے قلم برداشتہ چند سالوں میں اتنا کچھ لکھ دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تئیس سالوں میں اتنا نہ لا سکے۔ حالانکہ قرآن مجید کی ایک آیت کے مقابل میں یہ تمام طومار بے تمیزی ردّی میں پھینکنے کے قابل ہے۔ بیہودہ اور لغو قافیہ بندی کا نام فصاحت بلاغت یا معارف وحقائق نہیں ہوسکتا۔ جو چاہے حسین علی صاحب عرف بہاء اللہ کی تحریریں دیکھ لیں ان سے سو درجہ بہتر تو مقامات حریری ہی ہے۔ باقی رہا نفوذ کلمہ و شریعت۔ سو اسکے لئے بھی خدا نے انتظام فرمادیا کہ خدا کے سچے مسیح موعودؑ کا مبارک خلیفہ ان کی ساحت میں جا نازل ہوا اور وہاں علماء کے ایک وفد نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہ جسے قبلہ عالمین ظاہر کیا جاتا ہے خود اسے بھی اس کی تولی نصیب نہیں ہوئی۔ نہ وہاں بود و باش ہے نہ کوئی مرکز ہے دعویٰ تو یہ ہے کہ کل نبیوں کی پیشگوئیاں اسی عکّہ اور ظہور اللہ کے لئے تھیں۔ گر شریعت جدیدہ پر عمل کرکے دکھانے والی اور اس کا نمونہ ہو۔ جہاں لوگ اگر وہ شریعت سیکھیں بلکہ نفاق اور بزدلی اس حد تک ہے کہ مرکز منصوص کے اقرباء اور اہل بیت بھی یہ کہنے لگے کہ ہم مکّہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں کیا یہی ہے نفوذ کلمہ و اجراء شریعت کی علامت حقّہ جسے نشان صدق بتایا جاتا ہے۔ ان کے اصل حالات کی قلعی محمد علی سے کھلتی ہے جو بچارا حسین علی عرف بہاء اللہ کی کتاب عہد کے مطابق اپنے بھائی عباس (عبد البہا) کے بعد جانشینی کا حقدار تھا اور اسے نہیں دی گئی۔ الواح میں ایک کتاب عہد ہے یعنی وصیّت حسین علی اسمیں یہ الفاظ ہیں:- اذا غیض بحر الوصال وقضی کتاب المبدء فی المآل توجھوا الی من ارادہ اللہ الذی انشعب من ھذا الاصل القدیم ...... مقصود ازیں آیہ مبارکہ غصن اعظم بودہ ×× قد قدّر اللہ مقام الغصن الاکبر بعد مقامہ انہ ھو الآمر الحکیم قد اصطفینا الاکبر

بعد الاعظم امراً من لدن علیم خبیر۔ مگر غصن اعظم صاحب نے وصیّت کسی اور کے نام کردی۔ اور امراً مّن لدن علیم و خبیر دھرا دھرایا رہ گیا۔ ضرور تھا کہ یہ دجل بھی ہوتا کیونکہ بانئ دین پر المسیح الدجال کی کئی احادیث صادق آتی ہیں:۔

حدیث اوّل۔ عن حذیفۃ بن الیمان قال قلت یارسول اللہؐ الدجال قبل عیسیٰ او عیسیٰ بن مریم قال الدجال ثم عیسیٰ بن مریم۔ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۶۱)

ترجمہ۔ حذیفہ سے روایت ہے میں نے پوچھا یا رسول اللہ دجّال عیسیٰ سے پہلے ہے یا عیسیٰ پہلے؟ فرمایا دجّال۔ بہائی بعض نشانوں کے متعلق جو سچے مسیح موعودؑ کے لئے ہیں لکھا کرتے ہیں حسین علی عرف بہاء اللہ پر پورے ہو چکے ہم کہتے ہیں ضرور تھا کہ ایسا ہو کیونکہ المسیح الدجال نے المسیح الموعودؑ سے پہلے ہی آنا تھا۔

حدیث دوم۔ وعن عمرو بن حریث عن ابی بکر الصدیق قال حدثنا رسول اللہ صلعم قال الدجال یخرج من ارض یقال لھا خراسان (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ رسول اللہ صلعم نے دجّال کے متعلق فرمایا کہ وہ مشرقی زمین جسے خراسان کہتے ہیں خروج کرے گا۔

حدیث سوم۔ وعن انس عن رسول اللہ صلعم قال یتبع الدجال من یھود اصفہان سبعون الفا علیھم الطیالسۃ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ دجّال کے یہودی اصفہان سے بہت بڑی تعداد میں تابع ہونگے۔ چنانچہ اب تک ان لوگوں کو نواح عکّہ میں اعاجم ہی کہتے ہیں۔

حدیث چہارم۔ یمکث الدجال فی الارض اربعین سنۃ (رواہ شرح السنہ)

چنانچہ یہ المسیح الدجال چالیس سال ہی رہا۔

حدیث پنجم۔ عن ابی ھریرہ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال یاتی المسیح من قبل المشرق ھمتہ المدینۃ حتّٰی ینزل دبر احد ثم تصرف الملائکۃ وجھہ قبل الشام وھنالک یھلک (متفق علیہ) مشکوٰۃ باب العلامات

ترجمہ۔ یہ مشرق کی طرف سے آئیگا اور فرشتے اس کا مُنہ شام کی طرف پھیر دینگے اور وہیں ہلاک ہوگا۔

حدیث ششم۔ النواس بن سمعان والی حدیث میں ہے کہ ذکر رسول اللہ صلعم الدجال انہ خارج خلۃ بین الشام والعراق۔ گویا حضرت نبی کریمؐ نے بتادیا کہ یہ ایران سے آئے گا اور شام و عراق میں خروج کرے گا وہیں ہلاک ہوگا۔ اور یہ ہلاکت اسکی جسمانی و روحانی دونو طرح پر ہوگی۔ جسمانی تو آنکھوں سے نظر آتی ہے کہ وہیں قبر ہے۔ اور روحانی یوں کہ سچے المسیح الموعودؑ کا خلیفہ اور

اس کے رفقاء جھوٹے کے گھر تک پہنچے اور تمام دجل کھل گیا۔ جیسا کہ مفصلہ ذیل رپورٹ سے واضح ہے۔

"فلسطین سے چلکر ہم حیفا آئے۔ جہاں سے کہ دمشق کے لئے گاڑی بدلتی ہے۔ رات حیفا میں ٹھیرنا پڑا چونکہ دس بجے صبح سے پہلے کوئی گاڑی نہ جاتی تھی۔ صبح گاڑی لیکر میں سیر کے لئے گیا۔ اور مجھے معلوم ہوا۔ کہ بہائیوں کے لیڈر مسٹر شوکی آفندی عکہ کو چھوڑ کر حیفاء میں آن بسے ہیں۔ اور گویا کہ وہ سب حدیثیں جو عکہ کی زیارت کے متعلق سُنائی جاتی تھیں۔ ان کا زمانہ ختم ہو گیا۔ ہم ایک سڑک پر آ رہے تھے۔ ہمیں معلوم ہوا۔ کہ اس کے پاس چند قدم پر ہی مرزا عباس علی صاحب عرف عبدالبہا کا مکان ہے۔ میں نے پہلے پڑھا ہوا تھا کہ کسی امریکن نے ایک مکان ان کو دیا ہوا ہے۔ مگر مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ مرزا عباس علی صاحب بھی اکثر اوقات حیفاء میں ٹھیرا کرتے ہیں۔ اور عکہ کا صرف نام ہی تھا۔ میرے بعض ساتھیوں نے شوق ظاہر کیا۔ کہ وہ مکان پر جا کر ان لوگوں میں سے بعض سے ملاقات کریں۔ چنانچہ مولوی رحیم بخش صاحب اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور میاں شریف احمد صاحب مکان دیکھنے کو چلے گئے۔ شوکی آفندی تو وہاں موجود نہ تھے۔ ان کے چھوٹے بھائی اور بعض اور رشتہ دار بچے موجود تھے۔ گھر پر ایک دو نوکروں کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ جس سے معلوم ہو سکے کہ انبیاء کی پیشگوئیاں پوری کرنے کے لئے وہاں کوئی سامان موجود رکھا گیا ہے کہ زائرین آئیں اور فائدہ حاصل کریں۔ معلوم ہوا۔ کہ شوکی آفندی اکثر حصہ اوقات کا یورپ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور کچھ عرصہ کے لئے اگر حیفا میں ٹھیرتے ہیں عکہ کی زیارت کا ان کو بہت ہی کم موقع ملتا ہے۔

مرزا عباس علی صاحب عرف عبدالبہا کی قبر بھی حیفاء میں ہے۔ شوکی آفندی صاحب سیاہ پتھروں کا ایک نیا مکان بنوا رہے ہیں۔ جس کے تعمیر ہونے کے بعد کہتے ہیں۔ کہ وہ اپنے نانا کا مکان چھوڑ کر اس میں بود و باش اختیار کرینگے۔

شوکی آفندی کے والد زندہ ہیں۔ باوجود عرب میں رہنے کے ان لوگوں کی زیادہ تر زبان فارسی ہی ہے۔ شہر میں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ سارے حیفاء میں کوئی بیس کے قریب بہائی ہیں۔ اور کوئی پچیس تیس عکہ میں ہیں۔ یہ بھی لوگوں نے بتایا۔ کہ مرزا عباس علی صاحب جمعہ کی نماز مسلمانوں کے ساتھ مل کر پڑھا کرتے تھے۔ اور لوگ لطیفہ کے طور پر ذکر کرتے تھے۔ کہ بہائی لوگ جب نماز کے موقعہ پر مسلمانوں میں گھر جائیں تو نماز ادا کر لیتے ہیں۔ مگر کبھی ان کو وضو کرتے نہیں دیکھا۔ شوکی آفندی صاحب کے مکان کے دیکھنے سے طبیعت پر یہی اثر پڑتا ہے۔ کہ بہائی لیڈر پرانی گدیوں کے نقش قدم پر ہے۔ اسکی ذات کے باہر کوئی ایسا انتظام نہیں ہے۔ جسکے ذریعہ سے قوم کی علمی اخلاقی اور مجلسی تربیت کا انتظام کیا جاوے۔ دمشق سے واپسی کے وقت میں نے ارادہ کیا کہ عکہ کو بھی دیکھتے چلیں۔ چونکہ بیروت سے حیفا تک ریل

نہیں ہے۔ ہمیں دمشق سے آتے ہوئے وہ سفر موٹروں میں کرنا پڑا۔ موٹر کرایہ کرتے وقت ہم نے موٹر کمپنی کے ساتھ یہ فیصلہ کیا۔ کہ ایک گھنٹہ تک ہم عکہ میں ضرور ٹھیرینگے کیونکہ ہمیں وہاں کام ہے۔ مگر ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ جب ہم عکّہ پہنچے۔ کیونکہ جب ہم نے لوگوں سے دریافت کیا۔ کہ بہائیوں کا مرکز کہاں ہے تو سب لوگ حیرت سے ہمارا مُنہ دیکھنے لگے۔ کہ عکّہ میں بہائی کہاں۔ آخر بڑی مشکل سے معلوم ہُوا کہ بہائی اس علاقہ میں بہائیت کے نام سے نہیں۔ بلکہ عجمیت کے نام سے مشہور ہیں۔ مگر ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ جب ہمیں معلوم ہُوا۔ کہ عجمی بہائی کبھی عکّہ میں نہیں رہتے۔ بلکہ عکّہ سے تین چار میل پرے ایک گاؤں ہے۔ جس کا نام منشیا ہے۔ اس میں رہتے ہیں۔ اور خود اس علاقہ کا نام جس میں وہ لوگ رہتے ہیں۔ بَہجہ ہے۔ جب ہم نے وہاں جانا چاہا۔ تو موٹر والوں نے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگے۔ کہ ہم سے اقرار عکّہ کا تھا۔ ہم آپ کو عکّہ لے آئے ہیں۔ دوسرے گاؤں میں ہم نہیں جا سکتے۔ کیونکہ وہ یہاں سے دو تین میل پرے ہے۔ آخر ان کو انعام کے وعدے سے راضی کیا۔ ایک نوجوان عکہ رہبر بنا۔ اور بہائیوں کے مرکز کی طرف روانہ ہوئے۔ موٹر دس بارہ منٹ میں وہاں پہنچے۔ پیدل کا راستہ جیسا کہ عکّہ کے لوگوں نے بھی بیان کیا۔ اور خود بہائیوں نے بھی تسلیم کیا۔ آدھ گھنٹہ سے کم کا نہیں ہے۔ میرے نزدیک وہ مقام عکّہ سے اتنے فاصلہ پر ہے۔ جتنی قادیان سے نہر۔ اگر تتلے کے گاؤں میں رہنے والے آدمی قادیان کے باشندے کہلا سکتے ہیں۔ تو منشیا کے رہنے والے بھی عکّہ کے باشندے کہلا سکتے ہیں۔ اور اگر تین میل فاصلے کے گاؤں میں بسنے والے آدمی دنیا میں کبھی بھی کسی دوسرے گاؤں کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ تو بے شک بہائیوں کا مرکز بھی عکہ کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر ایسا نہیں۔ تو بہائیوں کا یہ دعویٰ کہ ان کا مرکز عکّہ میں ہے۔ نہایت ہی قابل افسوس اور خلاف واقعہ دعویٰ ہے۔

مجھے نہایت ہی تعجب ہُوا۔ کہ کس دلیری کے ساتھ بہائی لوگ عکّہ کے متعلق جو روایات ہیں۔ ان کو اپنے اوپر چسپاں کرتے ہیں۔ شروع میں چند سال مرزا حسین علی صاحب معروف بہاءاللہ عکّہ میں نظر بند کیئے گئے تھے۔ لیکن کچھ ہی سال کے بعد ترکی گورنمنٹ نے ان کے لئے آزادی دیدی۔ اور ان کو کسی دوسری جگہ میں رہنے کی اجازت دیدی۔ چنانچہ انہوں نے بَہجہ کو پسند کر لیا۔ اور وہیں وہ رہے۔ اور وہیں فوت ہوئے۔ اور وہیں وہ دفن ہوئے۔ ان کی قبر بَہجہ میں ہے۔ نہ کہ عکّہ میں۔ اور جس مکان میں وہ فوت ہوئے۔ وہ بھی بَہجہ میں ہے۔ ان کے بعد مرزا عباس علی صاحب کچھ دنوں کے لئے عکہ میں جا رہے۔ گو باقی سارا خاندان بَہجہ میں ہی رہا۔ پھر مرزا عباس علی صاحب بھی حیفاء چلے گئے۔ عکّہ میں صرف دو بہائی ہیں۔ اور کوئی دو سو گھر کی آبادی کا گاؤں ہے۔ اس لئے یہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کہ بڑے شہروں کے

پاس کے گاؤں بھی انہی کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ دو سو گھر کی آبادی کا گاؤں کبھی بھی یہ حق نہیں رکھتا۔ کہ اس کی طرف تین چار میل کے فاصلہ کے ایک گاؤں کو منسوب کیا جائے۔ اور اس کو اس کا جزو قرار دیا جائے۔

بہجہ میں ہم نے مرزا محمد علی صاحب سے جو مرزا عباس علی صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں۔ معلوم کیا کہ نہ کوئی ڈاک کا انتظام ہے۔ اور نہ کثرت سے مہمان آتے ہیں۔ کبھی کبھار کوئی مہمان آگیا۔ تو مکان کے ایک گوشہ میں ٹھیر جاتا ہے۔ ورنہ عام طور پر تماشہ کے لئے لوگ آتے ہیں۔ جو ایک دو گھنٹہ تک ٹھیر کر چلے جاتے ہیں۔ جب بہائیوں کی تعداد کے متعلق ان سے دریافت کیا گیا۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ صحیح تعداد تو نہیں بتائی جا سکتی۔ مگر جو کچھ بہائی ہیں۔ وہ ایران ہی میں ہیں۔ پھر کچھ امریکہ میں ہیں۔ باقی ملکوں میں یونہی تھوڑے تھوڑے آدمی ہیں۔ اور جو تعداد بتائی جاتی ہے۔ اس میں بہت مبالغہ ہے۔

غرض حیفاء اور عکہ جانے سے ہمیں بہت کچھ فائدہ ہوا۔ ہمارے کئی دوست کہتے تھے جس شخص کو بہائیت کی طرف میلان ہو۔ اس کو یہاں لانا چاہیئے۔ اور پھر پوچھنا چاہیئے۔ کہ ۸۰ سال میں تمہاری تو یہ ترقی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود ؑ کی تیس سال میں وہ جو تم قادیان میں دیکھتے ہو۔ (باقی انشاء اللہ آئندہ) خاکسار مرزا محمود احمد

اس کے مقابل میں سچے مسیح موعود ؑ کے نشانات صدق آفتاب نصف النہار کی طرح نمایاں ہیں۔ آپ ان پیشگوئیوں کے مطابق آئے جو کل ادیان میں ہیں اور جس کی ایک خاص نشانی خود بہائیوں کی کتاب میں بھی منقول ہے۔ کہ یقیم الدین و ینفخ الروح فی الاسلام (کتاب الفرائد صـ۵۱) و یعز اللہ به الاسلام بعد ذلہ و یحییہ بعد موتہ۔ یعنی اس موعود ؑ کے ذریعے دین اسلام کو قائم کریگا اور اسلام مر چکا ہوگا وہ اسے زندہ کریگا۔ یہ بات محض المسیح الموعود ؑ پر صادق آتی ہے۔ جس نے اپنا مقصد بعثت ہی خدمت و اشاعت و حفاظت اسلام بتایا نہ کہ اسلام کو منسوخ کرنا اور شریعت جدیدہ لانا جیسا کہ باب و بہاء کا ادعاء نارو ا ہے۔ اور اب آپ کے متبعین کی کارگذاریوں سے بھی ثابت ہے کہ اسلام کو صرف ہم ہی لوگ پھیلا رہے ہیں۔

خدا کے اس سچے مسیح کے لئے دمشق میں منارہ بیضاء کے پاس نزول کی خبر بھی تھی۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

اذ بعث اللہ المسیح بن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق (رواہ مسلم)

کہ مسیح بن مریم کو اللہ تعالیٰ مبعوث فرمائیگا اور اسکے بعد وہ دمشق کے شرقی جانب منارۃ البیضاء کے پاس نازل ہوگا۔ بعث کا لفظ ان لوگوں کے لئے قابل غور ہے جو مسیح ؑ کیلئے اس بات کے قائل ہیں کہ

مسیحؑ سیدھا آسمان سے اس منارہ پر اُتریگا۔ کیونکہ حدیث میں تو یہ ہے کہ وہ مبعوث ہو گا جیسے اور انبیاءؑ مبعوث ہوتے ہیں۔ پھر وہ دمشق میں بطور مسافر و مہمان اُترے گا چنانچہ آج سے ۳۲ سال پہلے المسیح الموعودؑ نے اپنی کتاب حمامة البشریٰ کے صفحہ ۳۷ پر اس کی مندرجہ ذیل تشریح فرمائی ہے:۔

"وقد اشیر فی بعض الاحادیث ان المسیح الموعود والدجال المعهود یظهران ... فی بعض البلاد المشرقیة ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفة من خلفائه الی ارض دمشق فهذا معنی القول الذی جاء فی حدیث مسلم ان عیسی ینزل عند منارة دمشق فان النزیل هو المسافر الوارد من ملك اٰخر وفی الحدیث یعنی لفظ المشرق اشارة الی انه یسیر الی مدینة دمشق من بعض البلاد الشرقیة وهو ملك الهند وقد القی فی قلبی ان قول عیسی عند المنارة دمشق اشارة الی زمان ظهوره فان اعداد حروفه تدل علی السنة الهجریة التی بعثنی الله فیه واختیار ذکر لفظ المنارة اشارة الی ان ارض دمشق تنیر وتشرق بدعوات المسیح الموعود بعد ما اظلمت بانواع البدعات۔ (حمامة البشری مطبوعہ ۱۳۱۱ھ صفحہ ۳۷)

ترجمہ:۔ "بعض احادیث میں اشارہ ہے کہ مسیح موعود اور دجّال معہود بلادِ شرقیہ میں ظاہر ہونگے (چنانچہ المسیح الموعودؑ ہند میں آگیا اور المسیح الدجال ایران میں) پھر المسیح الموعودؑ یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کی زمین کی طرف سفر کرے گا۔ پس یہ معنی ہیں۔ اس حدیث کے جو مسلم میں آتی ہے کہ عیسٰی دمشق میں منارہ کے پاس نازل ہوگا۔ کیونکہ نزیل مسافر کو کہتے ہیں جو دوسرے ملک سے آئے اور لفظ مشرق ظاہر کرتا ہے کہ وہ دمشق میں بلادِ شرقیہ یعنی ہند سے آئیگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا۔ کہ عند المنارة دمشق میں اسکے ظہور کا وقت بتایا گیا ہے کیونکہ اسکے حروف کے اعداد اس سن ہجریہ کو بتاتے ہیں جسمیں میں مبعوث ہُوا۔ اور لفظ منارہ میں یہ اشارہ ہے کہ دمشق کی زمین مسیح موعودؑ کے ذریعے۔ قسم قسم کی بدعتوں کی تاریکیوں سے نکل کر روشن ہو جائیگی۔"

وہاں دمشق والے انوارِ مسیح موعودؑ سے جس طرح پر مستنیر اور بہرہ اندوز ہوئے اس کی کیفیت حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے اپنے قلم سے یُوں قلمبند فرمائی ہے:۔

"اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ کُل اہم روزانہ اخبارات ہماری تائید میں ہو گئے

ایک روزانہ اخبار کا تو سب عملہ اقرار کرتا تھا کہ ہم آپکے ساتھ ہیں ہم تو اسے معمولی بات سمجھتے رہے۔ لیکن تین کالج کے سٹوڈنٹ مجھے ملنے آئے اور پوچھا کہ کس قدر آدمی آپ کی بیعت میں شامل ہوئے ہیں میں نے کہا بیعت میں شامل تو کوئی نہیں تو انہوں نے اس اخبار کا نام لے کر کہا کہ اس کے ایڈیٹر نے ہمیں کہا تھا کہ میں اور میرے دو بھائی ان کی جماعت میں شامل ہو چکے ہیں۔

ایک سامان اللہ تعالیٰ نے یہ کیا کہ باوجود اسکے کہ یہ دن لوگوں کے پہاڑوں پر جانے کے تھے شام کے ہر بڑے شہر کے رؤسا بعض پولیٹکل کاموں کی وجہ سے ان دنوں شہر میں جمع ہو گئے اور صبح سے لیکر رات کے ۱۲ بجے تک وہ لوگ باتیں پوچھنے میں لگے رہے ایک حمص کا رئیس گورنر کے ہاں جب میں ملنے کو گیا تو وہاں بیٹھا تھا سلسلہ کے متعلق گفتگو تھی کہ اسکی اشاعت اس ملک میں جائز ہے یا نہیں ایک شخص نے جو درباری تھا اس نے کہا کہ یہ ترکی قانون کے خلاف ہے جو یہاں رائج ہے تو اس پر وہ کھڑا ہو گیا اور لڑنے کے لئے تیار ہو گیا اور کہنے لگا کہ اسماعلیہ یہاں ہوں۔ بہائی یہاں ہوں اور یہ لوگ جو سچا اسلام پیش کرتے ہیں اور جبکہ ہم گھروں میں بیٹھے ہیں اسلام کے لئے اس قدر کوشش کر رہے ہیں ان کو تبلیغ سے روکا جائے یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔

مولویوں نے اوّل منتیں کیں کہ اس ملک میں تبلیغ نہ کرو۔ جب ہم نہ مانے تو کہا کہ لوگ یہاں مانینگے ہی نہیں جب یہ دھمکی بھی کارگر نہ ہوئی تو لوگوں کو جوش دلایا۔ جس دن چلنا تھا اس سے پہلے دن لوگ اس قدر جوق در جوق ملنے کے لئے آئے اور مولوی بھی کہ شرارت کریں کہ ہوٹل میں جگہ نہ رہی دروازہ پر دو سو سے سات سو تک آدمی دس بجے صبح سے لیکر دس بجے رات تک کھڑے رہے اور ایک منٹ کے لئے بھی ہوٹل کا دروازہ خالی نہیں ہوا۔ ہوٹل والا ڈر گیا اور اس نے پولیس بلوالی جس نے لوگوں کو پراگندہ کیا۔ اور ہمیں جبراً کمرے میں بٹھا دیا۔ مگر جو ساتھی ہمارے باہر نکلتے۔ ان سے معلوم ہوا کہ اکثر طالب ملاقات تھے اور کم شرارتی کیونکہ بعض لوگ ہمارے آدمیوں کے ہاتھ چومتے تھے اور اصحاب المہدی کہہ کے چمٹ جاتے تھے تین چار دفعہ بالکنی پر گیا اور باہر جھانکا۔ مجھے دیکھتے ہی سب لوگ اوپر دیکھتے تھے اور جب تک میں وہاں رہتا بڑے شوق سے

اوپر دیکھتے اور سلام کرتے۔ لوگوں کا شوق اس قدر تھا کہ پولیس آفس میں جاکر اجازت لیکر ملنے کو آئے۔ اور یہ جمگھٹا رات کے ۱۲ بجے تک رہا۔ کالجوں کے پروفیسر علماء ورؤسا و طلباء سب قسم کے لوگ تھے۔ ایک رئیس رات کو ملنے کے لئے آیا اور پوچھنے لگا۔ آپ جاتے کیوں ہیں میں نے کہا ہوٹل والا کہتا ہے ہوٹل خالی کرو۔ لوگ اس کو توڑ دینگے اس نے یہ نوٹس دیا تھا اسی وقت جوش سے کھڑا ہو گیا اور کہا کہ میں ابھی وسیع مکان کا انتظام کر دیتا ہوں ؛

ایک عالم بوڑھا ستر برس کی عمر کا فارسی النسل کئی گھنٹے تک بیٹھا رہا جب رات کے دس بجنے لگے اس نے خط لکھا کہ میں انتظار میں ہوں ملنے کا موقع دو۔ نہ دو تو بھی میں آپکے ساتھ متفق ہو چکا جب اسے بُلایا گیا تو بڑے ادب سے کہنے لگا مجھے کس ملک میں تبلیغ میں جانے کا حکم ہے۔ میں ترکی جانتا ہوں۔ عربی جانتا ہوں فارسی میری مادری زبان ہے۔ جس جگہ کہو میں جانے کے لئے تیار ہوں۔ عالم ہوں بیس سال تدریس کی ہے۔ میں نے کہا یہیں تبلیغ کرو۔ اس نے کہا بہت اچھا مگر جس وقت آپ چاہیں۔ مجھے حکم دیں میں ہر ملک میں جانے کے لئے آمادہ ہوں ؛

یونیورسٹی کا ایک پروفیسر امریکہ کا ایم۔ اے رات کے ½۱۲ بجے مجھے مل سکا۔ اس وقت تک اس نے انتظار کیا اور مل کر بارہ بجے گیا۔

جن اخبارات میں ہمارا ذکر چھپتا ان کی کاپی ملنی مشکل ہو جاتی ؛

مولوی سخت مخالفت پر آمادہ تھے۔ بچوں کو پیچھے لگا دیا مگر تعلیم یافتہ طبقہ ان کو ڈانٹتا ؛

ایک مولوی محمد احسن صاحب کی طرز کا ایک حدیث یکسر الصلیب لکھ کر اس نے پڑھ دی اور پھر مجھے بولنے نہ دے۔ دمشق کا سب سے بڑا عالم اور شہر کا مفتی جو سرکاری عہدہ دار ہے جب میں بولوں تو کہے اب بات کیا رہ گئی ہم نے یہ تین سطریں لکھدی ہیں ان کا کچھ جواب ہی نہیں پھر سُننے کا کیا فائدہ۔ اسپر اس نوجوان طبقہ نے جنہیں سے ایک فوج کا لفٹنٹ اور ایک ڈاکٹر تھا اسے سخت ہی ذلیل کیا اور کہا کہ یہ تم لوگوں کے اخلاق ہیں انہی پر فخر کرتے ہو۔ ہم یہاں تمہاری باتیں سُننے کے لئے تو نہیں آئے۔ ہم تو ان کی باتیں

سُننے کے لئے آئے تھے۔ آخر مجبوراً مولوی کو اُٹھنا پڑا۔ وہ لفٹننٹ تو اسقدر متاثر ہوا کہ دوسری مجلس کے بعد جس میں ایک نوتعلیم یافتہ نے مجھ سے روح اور الہام وغیرہ کے متعلق علم النفس کی روشنی میں سوال کیئے تھے۔ اُٹھ کر کہنے لگا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ قرآن کو کوئی نہیں جانتا سوائے آپکے آپ علوم جدیدہ اور قدیمہ کے ماہر ہیں اور ان کو دین کے مطابق ثابت کر سکتے ہیں۔ پھر کہنے لگا مَیں سات زبانیں جانتا ہوں۔ فوج میں ایک سال کی ملازمت کا اور پابند ہوں اس کے بعد چاہتا ہوں۔ کہ ہجرت کرکے آپکے پاس آجاؤں بہت ہی سادہ اور جوشیلا آدمی تھا ؛

وہ تعلیم یافتہ نوجوان جس سے یہ گفتگو ہوئی تھی اس کا عجیب واقعہ ہے وہ مجلس میں آکر بیٹھ گیا اس وقت دمشق کا ایک ڈاکٹر مذہبی سوال کر رہا تھا۔ وہ بیچ میں بول پڑا۔ کہ یہ باتیں لغو ہیں عیسٰی کی وفات کا کیا سوال ہے۔ پہلا سوال روح کی پیدائش اور حقیقت کا ہے۔ مَیں نے کہا یا ان سے اجازت لے لو یا مجھے فارغ ہونے دو۔ اس پر اس نے کہا اچھا بات کر لو۔ جب مَیں بات کر ہی رہا تھا۔ گو ایک حد تک بات ہو چکی تھی کہ اس نے کہا اصل سوال تو وہ ہیں۔ جو مَیں پوچھتا ہوں۔ اس پر دوسروں نے اجازت دے دی۔ اور مَیں اسکی طرف متوجہ ہوا۔ اس کے سوالوں کا آدھ گھنٹے تک جواب دیا اس کے بعد وہ ہنس کر دوسرے ساتھی کو مخاطب ہوکر کہنے لگا۔ کہ مَیں نے ایسا آدمی نہیں دیکھا۔ اور اُٹھ کر یہ کہکر کہ میری تسلّی ہو گئی ہے اب جو چاہو سوال کرو۔ چلا گیا ؛

یہ نظارہ عجیب ہوتا تھا۔ کہ فیشن ایبل لباس میں ملبوس ترکی ٹوپیاں پہنے ہوئے نوتعلیم یافتہ لوگوں کا گروہ پچاس سال کی عمر سے لیکر سولہ سولہ سال کی عمر کے لڑکوں تک اِرد گرد گھیرا ڈالے ہیں۔ اور یا اُستاذ یا اُستاذ کرکے چاروں طرف سے پکار رہے ہیں۔ جو مجھ تک نہیں پہنچ سکتے۔ وہ دوسرے ساتھیوں کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اس نظارے کو دیکھ کر مسیح ؑ کا نظارہ یاد آجاتا تھا۔ اے اُستاد اے اُستاد کہکر ان کو حواریوں نے گھیرا ہوا تھا۔ اور اس شوق سے نوجوان ہر ایک بات جو میرے مُنہ سے نکلتی۔ اپنی کاپیوں پر لکھنا شروع کر دیتے۔ پھر اوب سے بعض دفعہ دہرانے کی درخواست کرتے۔ پھر ہاتھ چوم کر رخصت ہوتے

اور دوبارہ اپنے بھائیوں یا دوستوں یا اُستادوں سمیت آنے کی اجازت چاہتے ۔

ہم نے صبح کو چلنا تھا۔ صبح کی نماز کے بعد ہی سے دروازے پر لوگ جمع ہونے شروع ہو گئے اور سات بجے تک دو سو کے قریب آدمی جمع ہو گئے۔ میرے نکلنے پر سب موٹر کے گرد گھر گئے اور چلنے پر نہایت محبّت سے انہوں نے سلام کیئے۔ اور بہت دیر تک اونچی آواز سے مع السلام مع السلام کہتے رہے بعض جو قریب نہ آ سکے تھے موٹر کے پیچھے دوڑے تا آخری دفعہ دیکھ سکیں کئی لوگ سٹیشن پر چھوڑنے آئے جن میں امریکن ایم اے ترکی پروفیسر بھی تھے۔ اور ایک ترک بھی ان کے ہمراہ تھے۔ حالانکہ میری طبیعت سخت علیل تھی سوائے ترکی پروفیسر کے کسی سے بات نہ کر سکا۔ مگر سب گاڑی کے چلنے تک وہاں کھڑے رہے اور گاڑی چلنے پر سلام کر کے رُخصت ہوئے ۔

ہافاس ایجنسی جو ریوٹر کا رقیب فرانسیسی ایجنسی ہے اس کی طرف سے اور فرنچ اخبار کی طرف سے اور مصر کے تصویری اخبار جس کی اشاعت ۳۲ ہزار سے زیادہ ہے فوٹو لئے گئے۔ اور مصری اخبار کے قائم مقام نے کہا کہ جس قدر تو تعلیم یافتہ لوگ ہیں سب آپ کے ساتھ ہیں۔ اور ایک شخص نے کہا۔ ہماری ایک خاص پارٹی دو ہزار کے قریب ہے سب آپ کے ہمخیال ہو چکی ہے۔ ایک رئیس نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ہو چکا اور سب باتوں کو مان چکا۔ میرے ماتحت اپنے علاقے میں ایک ہزار آدمی ہے اس وقت وہاں کوئی چلے تو ہم سب بیعت کرنے کے لئے تیار ہیں ۔

دمشق سے گاڑی چلی تو اس کے بعد کئی سٹیشنوں پر لوگ کھڑے دیکھتے جو غیر معمولی معلوم ہوتے تھے۔ آخر ابن المہدی کے الفاظ نے بتایا کہ وداع کرنے آئے تھے بڑے ادب سے سلام کیا اور گاڑی چلنے تک کھڑے رہے معلوم نہیں ان کو کہاں سے خبر ہوئی ۔

پھر اس کی تصدیق دمشق سے شائع ہونے والوں اخباروں سے ہوتی ہے۔ جن میں بعض کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے :-

جریدہ الف باؔ اپنی ۹ محرم ۱۳۴۳ھ کی اشاعت میں لکھتا ہے۔ آجکل دمشق کے مہمان قادیانی امام ہیں ان کا سلسلہ مشہور ہے اور ان کی اہمیت کے لئے یہ کہنا کافی ہے کہ امام سلسلہ کی نبوۃ کے معتقد کئی لاکھ ہیں۔ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ بلاد غربیہ اور امریکہ میں بھی۔ ہم نے الف باؔ کے قائم مقام کی حیثیت سے ان کی ملاقات کی۔

ہم جاکر کیا دیکھتے ہیں۔ کہ آپ بہت سے لوگوں میں گھرے ہوئے ہیں اور آپکے چہرے پر خشوع اور ایمان اور بزرگی کے نشانات ہویدا ہیں۔ آپ کی مجلس میں دمشق کے دو بہت بڑے عالم بیٹھے تھے۔ ایک الشیخ بہجۃ البیطار اور دوسرے الشیخ احمد النویلاتی۔ اور کچھ آجکل کے تعلیم یافتہ نوجوان۔ آپ اسوقت مذکورہ بالا دو استاذوں سے مکالمہ فرما رہے تھے۔ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ آپ (امام سلسلہ احمدیہ) نہایت فصیح عربی زبان بولتے ہیں اور اپنی بات کو حدیث شریف اور آیات قرآنیہ سے مستند فرماتے ہیں اور آیت یا حدیث نہ ہو تو زبردست دلائل عقلیہ سے ہم نے الاستاذ بہجۃ البیطار کی وساطت سے تعارف حاصل کیا۔ اور ہم نے چند سوالات کی اجازت چاہی۔ جو آپنے خوشی سے دی۔

اس کے بعد سوال جواب لکھے ہیں۔ (جو تمام نقل نہیں کیئے۔ از انجملہ دو تین ترجمہ کرتا ہوں (ایڈیٹر)

سوال۔ الخلافۃ الاسلام کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے۔

جواب۔ مَیں کسی کو خلافت کا مستحق نہیں سمجھتا۔ وہ خلیفۂ اسلامی جس کی اتباع تمام مشرقی و مغربی دنیا پر فرض ہے وہ **مَیں ہوں**

سوال۔ مشرق کا مستقبل کیا ہے اور آپ کا سلسلہ اسکی حالت سیاسیہ میں کیا اثر ڈالیگا۔

جواب۔ ہم سیاست میں دخل نہیں دیتے۔ لیکن مَیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا سلسلہ دنیا کے چاروں کونوں میں پھیل جائے گا۔ اسوقت تمام انسان بھائی بھائی ہوکر ایک خاندان کی طرح رہینگے اور اسوقت کوئی اس طرح پر حاکم و محکوم نہ ہوگا۔

سوال۔ کیا آپ کی شریعت اسلامی شریعت کی تابع ہے یا اس سے جُدا۔

جواب۔ ہماری یہی شریعت ہے جو اسلام کی ہے ہماری کتاب قرآن مجید ہے اور ہمارے آقا (حضرت مرزا صاحبؑ) کا یہ دعویٰ تھا کہ مَیں وہ مسیح و مہدی ہوں جس کی قرآن و حدیث نے خبر دی۔

سوال۔ قرآن مجید میں تو محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خاتم النبیینؐ فرمایا۔ سو آپ کے سلسلہ وعقائد کے مطابق اس کے کیا معنی ہیں۔

جواب۔ خاتم النبیینؐ کے معنی یہ نہیں کہ نبی آپ (سیدنا محمد مصطفےٰ علیہ السلام) پر ختم ہو گئے ہیں بلکہ خاتم سے مراد وہ مُہر ہے جس کے ذریعے خدا تعالیٰ نبی کریمؐ سے بعد آنیوالے انبیاءؑ کی تصدیق فرماتا ہے۔

سوال۔ کیا آپ پر بھی وحی ہوتی ہے۔

جواب۔ ہاں مجھ سے بھی اللہ تعالیٰ گاہے گاہے کلام فرماتا ہے۔

ایک اور بات قابل ذکر ہے کہ ہم نے امام سلسلہ کے ساتھ ایک بہت بڑے آدمی کو پایا جو بزرگ شوکت علی کا بڑا بھائی ہے۔ ہم نے اس شخص سے بھی بات چیت کی۔ تو وہ ہندر کے امام مہدی کا غایت درجے کا معتقد تھا۔ ہم نے اثناء گفتگو میں ان صاحب کو جو امام کا رفیق کہا تو وہ کہنے لگا کہ میں رفیق نہیں بلکہ میں تو حضور کا ادنیٰ خادم ہوں۔

امام سلسلہ احمدیہ میانہ قد کے ہیں۔ ہندوستانی لباس پہنتے ہیں۔ بڑی سی سفید پگڑی سر پر ہے بڑے ذکی اور فصیح اللسان اور لسّان ہیں۔ اور بایں ہمہ قوی الحجۃ یعنی مدلل گفتگو کرنے والے۔ مناظرہ سے اور سوالات کے شافی جواب دینے سے مطلق نہیں گھبراتے۔

(الف باء ۱۱۸۸)

نوٹ۔ اس اخبار نے المسلم آؤٹ لک (Muslim Outlook) کے حضرت خلیفۃ المسیح ہی کو سمجھا اس لئے دوسرے اخبار میں اس کی تصحیح کر دی۔ اور اس کے ساتھ دوسرے پرچے میں ایک اور مکالمہ طول طویل شائع کیا جو زیادہ تر سیاسی حالات حاضرہ و انتظامی امور متعلق بہ سلسلہ پر مشتمل ہے ہم نے اس کا ترجمہ نہیں دیا البتہ بعض باتوں کا ذکر کرتے ہیں۔

:(۲):

از انجملہ ایک تو ان شانئك هو الابتر کی تفسیر ہے کہ ابتر کے معنی وہ شخص جس کی کوئی اولاد نہ رہے اور وہ مر جائے۔ پھر آپ نے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین پڑھ کر بتایا۔ کہ سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی ذریت نہیں چھوڑی۔ ہاں نور نبوت چھوڑ گئے بس وہ یوں تو تمام اُمت کے باپ ہیں جیسا کہ رسول اللہ سے ثابت ہے مگر آپ خاتم النبیینؐ بھی تھے یعنی آپکی مُہر نبوت نبی بنانے والی ہے۔ اور فرمایا (امام سلسلہ احمدیہ نے) کہ نبی کریمؐ کے بعد اجراء نبوت کے عقیدے سے اسلام سے خروج نہیں ہوتا۔ بلکہ یہی اسلام کی روح رواں ہے۔ نبی کریمؐ کے بعد پہلا نبی جو ظاہر ہوا ہے وہ ہمارا امام احمدؑ ہے آپ (امام) نے اپنے اس نظریہ کو آیت

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے ثابت کیا۔

(۲) آپ (امام) نے بیان کیا۔ کہ ہم اہل سُنّت و جماعت ہیں۔ لیکن ہم اہل سُنّت کی ہر بات میں تقلید نہیں کرتے۔ بلکہ کتاب و سُنّت پر چلتے ہیں عصمت انبیاءؑ میں ہم شیعہ سے موافق ہیں اور مسئلہ قضاؤ قدر میں ایک حد تک معتزلہ سے۔ اور ہمارا مذہب ہے کہ قرآن مجید میں کوئی آیت منسوخ نہیں۔ اور ہم امام ابن تیمیہ اور ابن قیم اور ابن عربی کی بہت تعظیم کرتے ہیں۔ اور وہابیہ کی مانند قبیا کو پینے سے نفرت

(۳) ہم نے پوچھا کہ آپ کا اور دوسرے مسلمانوں کا کیا اختلاف ہے تو امام نے جواب دیا۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ مسیح بن مریم صلیب پر لٹکائے گئے۔ پھر قبر میں رکھے گئے لیکن مرے نہیں جیسا کہ یہود سمجھتے ہیں۔ اور مسیحؑ کی موت ان پر مشتبہ ہو گئی (اس مقام پر آپنے شبہ لھم کی تفسیر کی۔ اور امام نے بیان کیا۔ کہ مسیحؑ ناصری آسمان پر بجسدہٖ نہیں چڑھائے گئے۔ بلکہ آپؑ کا درجہ بلند اور رفع روحانی ہوا۔ آپ (امام) نے وفات پر وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سے مستحکم استدلال کیا۔

ہم نے ان سے پردہ کے متعلق پوچھا تو آپ پردہ ضروری سمجھتے اور عورتوں کو تعلیم دینے پر زور دیتے تھے۔

اس کے بعد حالت ہند اور لنڈن جانے کی وجہ بتائی۔ اس سلسلہ میں آپنے اپنے باپ مسیح موعودؑ کی وحی اور رؤیا کا ذکر بھی کیا۔

اخیر میں یہ اخبار لکھتا ہے:۔ کہ الاستاذ الامام۔ نہایت ہی فصیح عربی زبان بولتے تھے۔ آپ ابھی جوان ہیں (ایڈیٹر نے کھل کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اہل زبان کھل کے کیا معنی لیتے ہیں)

آپکے جبین مبارک پر ذکاوت کے علامات نمایاں تھے۔ اور آپکے بشرے سے دیکھنے والے پر ہیبت و وقار طاری ہوتا ہے۔ آپ کی داڑھی سیاہ گھنی ہے سفید بال کوئی نہیں عینک استعمال فرماتے ہیں اور سفید پگڑی باندھتے ہیں۔ (جریدہ الف با ۱۰ محرم ۱۳۴۳ھ)

---- (۲۳) ----

اخبار المقتبس اپنی ۱۰ محرم کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔ کہ تمام اخبارات کے قائم مقام اور ایڈیٹر حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد نزیل دمشق کی ملاقات کے لئے گئے۔ خلیفۃ المسیح سے بہت گفتگو ہوئی آپ سے ہم نے وجہ سفر اور ان کی جماعت کے نظام اور مذہب و عقائد کی بابت سوال کئے۔ آپ (امام) نے

زبان عربی میں جو آپ بہت رواں و فصیح بولتے تھے۔ جواب دیئے۔ (اسکے بعد جریدہ مذکور نے بہت مفصل مکالمہ لکھا ہے جو اس کی بڑی تقطیع کے تین کالموں میں آیا ہے)

اسی اخبار نے ۸ محرم کی اشاعت میں لکھا ہے کہ الامام میرزا بشیر الدین محمود احمدؓ اپنے بارہ ہمراہیوں کے ساتھ نازل دمشق ہیں۔ آپ کا سلسلہ ہند۔ یورپ۔ امریکہ میں بے نظیر طور پر پھیلا جا رہا ہے۔ یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ وحی الٰہی وفات الرسول الاعظم کے بعد منقطع نہیں ہوئی۔ ہاں قرآن مجید میں کوئی تغیر و تبدل نہیں۔ اور احادیث صحیحہ کو بھی مانتے ہیں۔ اور جمہور اہل اسلام سے اپنے معتقدات میں متفرد نہیں۔ سوا اسکے کہ وہ وحی کے نزول کے قائل ہیں۔ تمام ارکان اسلامیہ پر عمل کرتے تھے اور ان تمام باتوں پر ایمان لاتے ہیں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں آئی ہیں ہاں اسکے ماسوا کی پروا نہیں کرتے۔ ہاں مسیح ناصری کے متعلق ان کا خاص اعتقاد ہے مگر وہ اعتقاد ان کے عقیدہ خیال میں آیات قرآنیہ و سنت نبویہ سے مستنبط و مستند ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم طبعی موت سے فوت ہوا۔ اور اس کی روح دوسرے انبیاءؑ کی طرح آسمان کی طرف گئی۔ ان کا یہ عقیدہ آیات قرآنی و احادیث رسول ربانی پر مبنی ہے۔ وہ میرزا غلام احمد کو المهدی المنتظر اور المسیح الموعودؑ مانتے ہیں جنہیں خدا نے مسلمانوں کی ہدایت اور تثلیث کی تردید اور دوسرے بت پرستوں و اہل مذاہب پر اتمام حجت کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور امام ہی اس وقت روئے زمین پر خلیفہ ہے سب پر اس کا اتباع فرض ہے اور خلافت سیاسی کا تعلق اس سے نہیں۔ وہ گاندھی کی سرداری کے قائل نہیں۔ اور اسے اپنا مخالف سمجھتے ہیں۔ وہ عربی کا احترام کرتے ہیں اور عربی زبان کے پھیلانے پر زور دیتے ہیں۔ (وغیر ذلک جس کا ہم نے ترجمہ نہیں کیا) اخیر پر لکھا ہے کہ الاستاذ العلامہ شیخ عبد القادر آفندی مغربی آگئے اسلئے ہم مزید گفتگو نہ کی۔

(۴)

اخبار فتی العرب اپنی ۱۰۔ اگست کی اشاعت میں رقمطراز ہے بعد کہ ظہر کے بعد جمعرات ہم سنٹرل ہوٹل میں المیرزا بشیر الدین محمود بانی سلسلہ احمدیہ کے خلیفہ سے ملے۔ ہم وہاں گئے تو بہت سے التفقہ الاسلامی کے طلباء اور بہت سے لوگ اور علماء جن میں سید محسن الامین العاملی مشہور و معروف عالم بھی تھے۔ وہاں موجود پائے۔

اسوقت بانی سلسلہ احمدیہ کے نبی ہونے پر گفتگو ہو رہی تھی۔ خلیفہ صاحب ان کے معجزات و نشانات کا ذکر کرتے تھے اور ثبوت دینا چاہتے تھے کہ وہ نبی ہیں۔ اور ہم یہ پوچھنا چاہتے تھے کہ اس سلسلہ کے قیام کی غرض و غایت کیا ہے۔ اس لئے ہم نے الامام الخلیفہ کے ایک سکرٹری کے ذریعے ملاقات کے لئے

وقت مقرر کیا۔ چنانچہ آپ سے ½ ۵ بجے وقت مقرر ہوگیا۔ ہمیں آپ کا سکرٹری ایک خاص کمرہ میں لے گیا جہاں آپ عصر کی نماز سے فارغ ہو رہے تھے ہم نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔

الخلیفہ چالیس سال کے قریب عمر کے ہیں۔ سیاہ گھنی اور بڑی داڑھی ہے۔ گندمی رنگ ہے۔ چہرہ پر وقار و جلال ہے۔ اس کی دونو آنکھیں غمازی کر رہی تھیں کہ یہ شخص نہایت ذکی اور روشن ضمیر ہے۔ اور اسکے چہرے اور بشرے سے ہی معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کتنی بڑی شخصیت ہے۔ وہ سفید برف کی مانند پگڑی باندھے ہوئے ہے۔ یہ سب کچھ اس بات کا مشعر تھا کہ تم اے مخاطب جس شخص سے ملاقات کر رہے ہو وہ قبل اسکے کہ تم اسکو سمجھو وہ تمھیں سمجھ جاتا ہے۔ آپکے لبوں پر ایک مسکراہٹ رہتی ہے۔ جو ایک لحظہ میں ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے لمحے میں مخفی اور یہ بات تمھیں اپنی طرف جذب کرنے کے لئے کافی ہے۔ ہم نے بات چیت شروع کی تو معلوم ہوا کہ آپ (امام سلسلہ احمدیہ) بہت فصیح عربی زبان بولتے ہیں۔ مگر تاء کا اخفاء اور ضاد کو ظاء کہنا بتا رہا تھا کہ آپ عجمی ہیں آپ بعض الفاظ کو اپنے قلب کی تہ سے لانے کے لئے ٹھیرتے اور معاً قوت مخیلہ کے سمندر سے الفاظ کے وہ موتی بکھیر دیتے۔ اور عجیب قسم کی مسکراہٹ اسوقت نمایاں ہوتی × × × × × ہم نے آپ سے معلوم کیا کہ آپ کا مذہب قرآن و صحیح حدیث ہے۔ آپکے سلسلہ کا نظام چند ناظروں پر مشتمل ہے۔ (اسکے آگے تفصیل مرقوم ہے) امام نے فرمایا کہ وہ اپنے دین مذہب کو ہر بات پر مقدم رکھتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی تقویت و ترقی کے لئے ہر طرح پر کوشاں ہیں۔ اور ہندوؤں سکھوں عیسائیوں پر سیاسی غلبہ کے لئے بھی یہی ضروری ہے۔ کہ مذہب اسلام کی اشاعت اور دوسری قوموں کو اس میں داخل کیا جائے۔ آپنے پوپ اور وزیر اعظم سے ملاقات کا ارادہ اور اس کی غرض بتائی"۔

مندرجہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہے کہ پیشگوئی حضرت مخبر صادق علیہ الصلوٰة والسلام حسب تشریح مندرجہ حمامة البشریٰ کس صفائی کے ساتھ پوری ہوئی اور کس سرعت و تیزی سے ارض دمشق "المسیح الموعودؑ" کے دعوات سے منور اور مشرق ہوگئی۔ پھر حضرت خلیفة المسیح کا نزول ظاہری طور پر بھی منارہ بیضاء کے مشرق کی طرف ہوا چنانچہ ریویو لکھ رہا ہے:۔

منارة البیضاء کے پاس نزول۔ منارہ بیضاء صرف وہی منارہ ہے۔ جہاں اللہ تعالےٰ نے مصلحت تامہ کے ماتحت حضرت خلیفة المسیح والمہدی کو اٹھ دنوں ٹھیرایا ہے۔ اور یقیناً یہی بات ہے۔ کہ اس ہوٹل سنٹرال میں اللہ تعالیٰ نے ہی قیام کے لئے سامان کر دیئے۔ جس کے

بالکل ملحق (درمیان میں صرف ایک بازار ہے) جانب غرب ایک مسجد کا منارہ ہے۔ اور وہ بیضاء ہے۔ حضور کا منشاء تھا۔ اور اس منشاء کو پورا کرنے کی غرض سے شہر کے قریباً تمام ہی حصص کو ٹٹولا گیا۔ اور کوشش کی گئی۔ کہ کسی طرح سے حضور کا منشاء پورا ہو۔ اور وہ منشاء یہ تھا۔ کہ کسی معزز اور آباد حصہ شہر میں شریفانہ مقام پر جائے قیام مل جائے۔ خدیویہ ہوٹل میں سب سے پہلے حضور کو لایا گیا۔ مگر وہاں جگہ نہ تھی۔ اور ہزار کوشش کی گئی۔ مگر جگہ نہ ہی ملی۔ رات حضور نے وکٹوریہ ہوٹل میں گذاری اور وہ بھی عارضی طور پر صبح کو تمام ہوٹل یا مکان کی تلاش میں نکلے۔ بہت کوشش کی مگر کوئی جگہ نہ ملی۔ سنترال ہوٹل میں بھی گئے۔ مگر صرف ایک کمرہ تھا۔ جس میں تین چار پائیاں تھیں۔ اور وہ حضور کے مناسب حال نہ تھا۔ کیونکہ علیحدگی نہ تھی۔ آخر جب کوئی صورت نہ بنی۔ تو اس خیال سے کہ صرف ایک دن گذارنے کے لئے اس میں ٹھیر جائیں۔ حضور ٹھیر گئے۔ خیال یہ تھا۔ کہ خدیویہ ہوٹل جو نسبتاً زیادہ صاف ہے۔ اس میں جگہ مل جائے گی۔ جیسا کہ اس کے مینجر نے وعدہ کیا تھا۔ مگر کوئی جگہ خالی نہ ہوئی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ تمام ہوٹل بھرپور ہیں۔ اور مسافر زیادہ آرہے ہیں۔ آخر مجبوراً اس سنترال ہوٹل میں ہی رہنا پڑا۔ جس میں آخر تفضل کی کوشش سے ایک الگ کمرہ حضرت صاحب کے واسطے بھی مل گیا۔ ایک حصہ قافلہ کا اس میں یعنی تین بزرگ اور حضرت صاحب۔ دوسرا حصہ دارالسرور میں ٹھیرا۔ جو ۹ کس پر مشتمل تھا۔ یہ علیحدگی اور جدائی اور تفریق حضور کو ہرگز پسند نہ تھی۔ مگر مجبوراً ایسا ہی کرنا پڑا۔ اور اس وقت کسی کو بھی خیال نہ تھا۔ کہ یہ کیوں ہو رہا ہے جب مولوی صاحبان آنے لگے۔ مباحثات کا بازار گرم ہوا۔ سوال وجواب کا سلسلہ جاری ہوا۔ تو حضرت صاحب نے پوچھا۔ منارۃ البیضاء مسجد جامع امویہ میں ہے بھی یا نہیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ کوئی منارہ منارۃ البیضاء کہلانیوالا موجود نہیں ہے۔ چنانچہ ایک دن کی گفتگو میں حضرت صاحب نے ایک مولوی صاحب کو کہا بھی کہ دکھاؤ۔ وہ منارہ بیضاء ہے کہاں۔

۶۔ اگست کی صبح کو حضور نے نماز صبح کی اسی ہوٹل میں خدام ہمرکاب کے ساتھ پڑھی۔ سلام پھیرا۔ تو منارہ مسجد کی طرف نظر پڑی جو بیضاء تھا۔ اور حضور اس کے مشرقی جانب سنترال ہوٹل میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ معاً اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈالا۔ کہ یہی وہ منارۃ البیضاء ہے۔ جس کے متعلق وارد ہے۔ کہ مسیح عند منارۃ البیضاء نازل ہوگا۔ سو حضرت مسیح موعودؑ کے خلیفہ۔ حضور کے لخت جگر اور حسن و احسان میں حضرت مسیح موعودؑ کے نظیر کا اس مقام پر نازل ہونا خود حضرت مسیح موعودؑ کا ہی نزول تھا۔ اور یہی اس حدیث کے معنی ہیں۔ جو واقعات کے مطابق ثابت ہوئے۔ اور حدیث

نبوی پوری ہوئی۔ جامع مسجد امویہ کے صحن سے منارہ شرقی کے اوپر کا حصہ نظر آتا تھا۔ حضرت میاں شریف احمد صاحب نے اس منارہ کا فوٹو مسجد کے شمالی جانب کے برآمدے میں کھڑے ہو کر لیا۔ اور پھر بعد میں ایک فوٹو حضرت صاحب کا مع خدام اسی مسجد امویہ کے صحن میں ایک قطار میں لیا گیا جس کے بعد حضور وہاں سے مع خدام واپس مکان میں تشریف لے آئے۔

الغرض خدا کے فضل سے نہ صرف بابیوں اور بہائیوں پر بلکہ غیر احمدیوں پر بھی ہر طرح سے اتمام حجت ہو گئی۔ اور اگر اب بھی وہ خدا کے سچے مرسل کو قبول نہ کریں۔ تو یقیناً قابل مواخذہ ہیں۔ مبارک وے جو ہدایت حاصل کر کے حزب اللہ میں داخل ہوں ؎

کابل کی سنگلاخ زمین میں ایک اور بیگناہ کا خون

مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی شہادت

کابل جسے اسلامی حکومت کہا جاتا ہے۔ اس میں مذہبی آزادی کا خون جس بے دردی سے کیا جاتا ہے۔ اسکی داستان دردطویل ہے۔ خدا کے مسیح و مرسل کی دعوت جب وہاں پہنچی اور چند سعید روحیں حلقۂ بیعت میں داخل ہوئیں تو ان کی ساتھ وہی سلوک شروع ہوا۔ جو کفار عرب و مشرکین حجاز نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متبعین سے کیا۔ اور کرتے رہے۔ بعض ان میں سے گلا گھونٹ کر مار دئے گئے بعض تلوار کے گھاٹ اترے بعض اپنے ہمسایوں کے ظلم و ستم کا شکار ہوئے۔ اور بعض نے زندان بلا ہی میں جان دی اور بعض ہجرت کر کے چلے آئے یا ایسے طریق پر رہنے لگے۔ کہ سوائے اپنے خاص احباء و اقرباء کے ان کی احمدیت کسی دشمن ناحق کوش پر ظاہر نہ ہو۔ پچھلے دنوں امیر امان اللہ خاں صاحب اور انکے کارپردازوں کی طرف سے یہ ظاہر کیا گیا کہ ہر شخص مذہب میں آزاد ہے۔ ہم نے بھی اس خبر کو خوشی کیساتھ سنا کہ شکر ہے۔ خدا کے امر پر حکم پر عمل کئے جانے کا اعلان ہوا ہے۔ جس کے لئے اسلام نے جہاد کا حکم دیا ہے۔ یعنی حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ یَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّهٗ لِلّٰهِ۔ فی سبیل اللہ مقاتلہ کرو۔ اسوقت تک کہ کوئی اہل مذہب کسی بیجا دباؤ میں نہ رہے۔ اور ہر ایک کا دین و مذہب محض اللہ کے لئے ہو جائے۔ جو کچھ وہ حق سمجھتا ہے۔ اسپر آزادی سے عمل پیرا ہو سکے۔ مولوی نعمت اللہ خانصاحب دارالامان کی صحبتوں کے پروردہ ۳۴ سالہ جوان وہاں رہتے تھے۔ ان کی نسبت مخبری ہوئی۔ کہ یہ شخص احمدی ہے۔ فوراً قید خانے میں ڈال دیا گیا۔

(ٹ۔ ملاحظہ ہو۔ حکومت کی اصل چٹھیاں الفضل ۲۵ ستمبر ۱۹۲۴ء) (۱۷۴)

کابل کے قید خانوں سے خدا کی پناہ ۔ کوٹھری میں ہوا اور روشنی تک نہیں آتی ۔ نہ کھانا دیا جاتا ہے ۔ اس مصیبت میں بھی شہید مرحوم کے جذبات وخیالات کا اظہار اس تحریر سے ہوتا ہے ۔ جو روڑی پنسل سے لکھا ہوا کسی ذریعے سے ہم تک پہنچ گیا ۔

این نے خواہم کہ مرا از بندی خانہ خلاص کن واز کشتن نجات بدہ ۔ بلکہ عرض مے کنم کہ الٰہی ذرات وجودم این بندہ نالائق وگنہ گار را فدائے اسلام بکن ۔

سبحان اللہ کیا ایمان ہے ۔ کیا عرفان ہے ۔ کہ قربان ہو جانے کو جی چاہتا ہے ۔ قید خانہ کی کوٹھری میں سخت تاریکی ہے ۔ مگر شہید لکھتا ہے ۔ ہر چند کہ تاریک باشد خدا تعالےٰ برائے من روشنی و اطمینان خاطر دہ آخر مسل مقدمہ مرتب ہو کر آخری حکم ہوا کہ

”نعمت اللہ مذکور بحضور جم غفیر رجم وسنگسار کردہ شود “

اور اسکی تعمیل میں ۳۱ راگست کو ہمارا پیارا بھائی پہلے کوئے وبرزن میں پھرایا گیا ۔ اور بتایا گیا ۔ کہ اس کا جرم احمدی ہونا ہے ۔ اور پھر اسے زمین میں گاڑ کر ظالموں نے اسقدر پتھر مارے کہ جسد مبارک انہی پتھروں میں پنہاں ہو گیا ۔ لاش مانگنے پر لاش بھی نہ دی گئی ۔ جرم کیا تھا ۔ (وما نقموا منهم الا ان يؤمنوا بالله العزيز الحميد الذى له ملك السموات والارض) خود اسی کشور بیداد کی زبان سے سنیئے ۔

”اقرار نمود کہ مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود و نبی ظلی است و حضرت عیسیٰ بصورت جسمانی زندہ نبے باشد ۔ ونزول شان از آسمان بصورت جسمانی حق نیست ۔ ونیز دو جہان معتقدات معتقد است کہ میرزا غلام قادیانی وکتابہائے مؤلفہ او ہمہ حق است × × × ومیرزا غلام احمد مذکور اگرچہ نبی صاحب شریعت جدید نیست نبی ظلی یعنی فنا فی الرسول است × × × کسانے راکہ از اہل تفاسیر اسلام بر رفع عیسےٰ معتقدانہ مخطی مے دانند “

اب کوئی ہمیں بتائے کہ ان عقائد میں سے کونسا ایسا عقیدہ ہے جسمیں وہ بچارا متفرد تھا اور جس کی سزا سوائے پتھروں سے مار دینے کے اور کچھ نہیں تھی ۔ مسیح ناصری کی وفات کے قائل تو امام مالک بھی تھے ۔ اور تمام صحابہ کرام نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت اسی پر اجماع کیا ۔ تو کیا پھر تمام صحابہ کرام بھی نعوذ باللہ مرتد اور کشتنی وگردن زدنی تھے ۔ حکومت کابل میں ہوتے تو شاید ایسا ہی ہوتا ۔ پھر کیا علماء اہل سنت وجماعت مجددین کی بعثت کے قائل نہیں ۔ اور کیا ان سب کا یہ مذہب نہیں ۔ کہ آخری زمانہ میں مسیح نبی اللہ آئے گا ۔ اسوقت خاتم النبیین کے معنے کیوں بھول جاتے ہیں ۔ ہم تو ایک ظلی نبی

کے آنے کے قائل ہیں۔ جس کے معنے ہیں فیض محمدی سے وحی پانا۔ اور حضرت نبی کریم کی اطاعت میں فنا ہو کر یہ مرتبہ یہ نام لینا اس خطاب سے سرافراز ہونا مستقل نبی کو خاتم النبیین کے بعد لانے والے تو خود ہی لوگ ہیں۔ پس سنگساری کی سزا کے قابل تو سب سے پہلے یہ آپ ہی تھے۔ گمراہ انہوں نے ایک نفس زکیہ کا ناحق خون کیا۔ ہمیں اہل تفاسیر کو غلطی پر کہنے کا الزام دیا۔ مگر حال یہ ہے کہ خود تفاسیر والے ایک دوسرے کی تردید کرتے ہیں۔ کیا مسیح کی رفع و توفی کے متعلق ان میں اختلاف نہیں۔ (اگر گنجائش ہوتی تو میں سب اختلافات نقل کر کے دکھا دیتا۔) صوبہ کے اخبار پہلے پہلے یہ خبر سنکر یہ آواز اٹھا رہے تھے۔ کہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ محض احمدی ہونے کی وجہ سے قتل و سنگسار کیا گیا ہو۔ ضرور کوئی سیاسی وجہ ہوگی۔ یا فتنہ پھیلانے کا جرم ہوگا۔ چنانچہ زمیندار لاہور نے ۱۰ ستمبر کے پرچے میں لکھا۔

یہ دعوے ہرگز قابل اعتبار نہیں کہ نعمت اللہ خاں محض احمدی ہونے کی وجہ سے سنگسار کیا گیا۔

اور سیاست لاہور (۸ ستمبر) نے بھی شائع کیا۔

"کیسے خیال میں آسکتا ہے کہ مولوی نعمت اللہ خانصاحب کو محض میاں محمود صاحب کے مرید ہونے کی وجہ سے قتل کرا دیا گیا ہو"

اور وکیل امرتسر (۷ ستمبر) نے بھی یہی ظاہر کیا۔

"اس واقعہ میں علت اہلاک و رجم محض احمدیت نہیں"

لیکن ان لوگوں کی ایمانداری اور انصاف پسندی ملاحظہ ہو۔ کابل کے سرکاری گزٹ "حقیقت" سے اول تو تمام فرد جرم نقل کیا۔ اور جب اس میں صاف صاف دیکھ لیا کہ وجہ سنگساری محض "احمدی" ہونا ہے نہ بغاوت نہ فتنہ نہ فساد نہ تبلیغ احمدیت تو یکدم رائے بدل لی گئی۔ اور جس قلم سے لکھا تھا۔ کہ "یہ دعویٰ ہرگز قابل اعتبار نہیں"۔ اور "کیسے خیال میں آسکتا ہے" اسی سے کہنے لگے کہ احمدی مرتد ہیں۔ اور ان کی سزا واقعی سنگساری ہی ہے۔ کوئی ان بھلے مانسوں سے پوچھے کہ احمدی علی زعمہم انفسہم تمہارے صوبے تمہارے شہر بلکہ تمہارے محلوں تمہارے گھروں میں رہتے ہیں تمہیں احمدیوں کے عقائد خوب معلوم اس وقت تو وہ نہ مرتد تھے نہ قابل سنگساری۔ مگر یکدم انکشاف ہو گیا کہ حدود شرعیہ کا اجراء سلطنت اسلامی میں ضروری ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ یہ اجراء صرف غریب احمدی کی ذات پر ہوتا ہے۔ نہ ہندوؤں پر جو منکر رسالت محمدیہ ہیں۔ نہ شیعوں پر جو نہ صرف خلافت خلفاء راشدین کے قائل نہیں۔ بلکہ سیدنا ابو بکر و عمر کو نعوذ باللہ بے ایمان اور غاصب سمجھتے اور یقین کرتے ہیں۔ نہ اہل حدیث پر جو تمہارے امام اعظم کے قائل نہیں۔ نہ متبعین سر سید احمد خاں پر جن سے تمہارے دفاتر بھرے پڑے ہیں۔ اور جو مسیح ناصری کو زندہ سمجھنا ایک احمقانہ خیال سمجھتے ہیں۔ اور رہے سہے

کسی مسیح و مہدی کے آنے کے قائل ہی نہیں۔ اور شاید ان مضامین کے لکھنے والے بھی یہی مذہب رکھتے ہونگے۔ باوجود ان عقائد کے پھانسی کے پھندے کے لئے صرف احمدی کا گلا تجویز کیا جاتا ہے۔ زانی کو رجم نہیں کیا جاتا۔ چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ نہ انگورہ میں نہ کابل میں مگر ایک خدا پر ایمان لانے والے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے۔ پانچ نمازوں کے ادا کرنیوالے ایک ماہ روزہ رکھنے والے کو سنگسار کردیا جاتا ہے آہ! آہ!! آہ!!! یہ ہے اسلام اور یہ ہے مسلمانی۔

وہی زمیندار ۲۰ ستمبر کے اشیو میں لکھتا ہے کہ یہ دعویٰ ہرگز قابل اعتبار نہیں۔ "جو نعمت اللہ خاں احمدی ہونے کی وجہ سے سنگسار کیا گیا"۔ اب اسی قلم سے لکھتا ہے

"احمدیوں کے نزدیک رسول اللہ صلعم خاتم النبیین نہیں۔ اور مرزا غلام احمد کو مستقل نبی مانتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک خلافت اسلامیہ ایک موہوم باطل چیز ہے۔ ایسے شخصوں کے لئے شریعت قتل سے کمتر سزا تجویز نہیں کرسکتی۔

اول تو یہ الزام ہی غلط ہیں۔ رسول اللہ صلعم کو خاتم النبیین ماننا ہمارے ایمان کا جزو ہے۔ بلکہ ہمارے ایمان کی بنیاد ہے۔ چنانچہ نہ آج سے بلکہ پہلے روز سے ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح اپنی بیعت میں بیعت کرنے والے سے اقرار لیتے ہیں۔ آنحضرت کو خاتم النبیین یقین کروں گا۔

باقی خاتم النبیین کے معنے "سو ہم وہی معنے کرتے ہیں۔ جو محققین اسلام" و اولیاء ملت نے کئے۔ ملاحظہ ہوں دو چار حوالے۔

۱۔ فان النبوۃ التی انقطعت لوجود رسول اللہ انما ھی نبوۃ التشریع لا مطلقھا (کہ نبوۃ مع شریعت کیساتھ نبوت ختم ہوئی نہ کہ مطلق نبوت) الفتوحات المکیہ الباب الثالث

۲۔ فلا ینافی قولہ تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یاتی نبی بعدہ ینسخ ملتہ ولم یکن من امتہ (موضوعات ملا علی قاری ص۵۸) خاتم النبیین کے یہ معنے ہیں کہ ایسا نبی نہیں آئیگا۔ جو آپ کی ملت کو منسوخ کرے اور آپ کا امتی نہ ہو۔

۳۔ لا نبی بعدی المراد بہ لا مشرع بعدی (لا نبی بعد کے معنے ہیں کہ شریعت والا نبی نہ آئیگا۔ الیواقیت والجواہر جلد ۲ ص۲۲)

(۲) مستقل نبی ہم ہرگز حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتے خود شہید مرحوم نے بیان دیا کہ ظلی نبی مانتا ہوں اور اسکے معنی بھی بتائے۔ البتہ تم لوگ خود ایک مستقل نبی عیسیٰ روح اللہ کے پھر آنے کے قائل ہو۔

(۳) باقی رہا خلافت اسلامیہ کو باطل اور موہوم سمجھنا سو جناب یہ ہم نہیں ہم تو خدا کے فضل سے خلافت

کو اتنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنے ہادی و رہنما کو دفن نہیں کیا۔ جب تک ایک خلیفے کے ہاتھ پر بیعت نہیں کر لی۔ خلافت کو موہوم اور باطل تو آپ کا مجدد خلافت (انگورہ) سمجھتا ہے۔ جس نے باوجود تمہاری آہ پکار اور سر دھڑ کی بازی اور خانہ بربادی کے نہ صرف تمہارے مزعومہ خلیفہ اسلام کو اپنی مملکت سے نکال دیا۔ اور اسکی جائداد کو ضبط کر لیا۔ بلکہ خلافت کا نام بھی اڑا دیا۔ اور تمہارے بجری و بری تار ہی کھڑکتے رہ گئے۔ اب ایمان سے کہو کہ سنگساری کے قابل تمام انگورہ اور "مجدد خلافت" ہے یا غریب احمدی۔ آہ دنیا سے انصاف اٹھ گیا۔ اور مسلمان ایسے مسوخ ہو گئے کہ وہ حق کو باطل سے نہیں پہچانتے۔ جن الزاموں کے نیچے خود ہیں جن جرموں کے مرتکب آپ ہیں۔ ہمارے آئینے میں اپنی شکلیں دیکھکر ہمیں مجرم ٹھہراتے ہیں۔ مگر یہ ظلم کب تک۔ آخر خدا مظلوموں کی سنے گا۔ اور وہ وقت قریب ہے کہ آفتاب صداقت اپنی ضیا و باری سے تمام ظلمتوں کو کافور کر دے۔

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ

حضرت خلیفۃ المسیح نے لندن سے جو پیغام احمدیوں کے نام بھیجا ہے اسکو ذیل میں نقل کر کے یہ مضمون ختم کرتا ہوں

"ظالم امیر کے مولوی نعمت اللہ خاں کو بے رحمانہ قتل کرنے کی افسوسناک خبر پہنچی۔ اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کو اپنا قرب عطا فرمائے۔ اور ہمیں اس بڑی مصیبت پر صبر کرنے کی توفیق بخشے۔ امیر نے ہمارے بہادر بھائی کو قتل کیا ہے۔ لیکن وہ اسکی روح کو قتل نہیں کر سکتا۔ وہ زندہ ہے۔ اور ہمیشہ زندہ رہیگا۔ کیونکہ کوئی شخص ایک سچے مسلمان کو قتل نہیں کر سکتا۔

برادران! علم کے اسوقت میں ہمیں اپنے اس فرض کو نہیں بھلانا چاہیئے۔ جو ہمارے اس مبارک بھائی کی طرف سے ہم پر عاید ہوتا ہے جس نے اپنی جان خدا کیلئے قربان کر دی ہے۔ اس نے اس کام کو شروع کیا ہے جسے ہمیں پورا کرنا ہے۔ آؤ ہم اس لمحہ سے یہ مصمم ارادہ کر لیں۔ کہ ہم اس وقت تک آرام نہیں کرینگے جب تک کہ ہم ان شہیدوں کی زمین کو فتح نہ کر لیں گے۔ (یعنی وہاں احمدیت نہ پھیلا لینگے)

صاحبزادہ عبد اللطیف۔ نعمت اللہ خاں اور عبد الرحمٰن کی روحیں آسمان سے ہمیں ہمارے فرائض یاد دلا رہی ہیں۔ اور میں یقین کرتا ہوں۔ کہ احمدیہ جماعت ان کو نہ بھولیگی۔

امیر کے اس قابل نفرت فعل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے متعلق جو کچھ تم ضروری خیال کرتے ہو۔ کرو لیکن ایک ہی سچا جواب جو احمدی دے سکتے ہیں۔ یہ ہے کہ وہ اس کام کو جاری رکھیں۔ جس کے لئے نعمت اللہ خاں کو شہید کیا گیا ہے

براہ مہربانی مقبرہ بہشتی کے خاص احاطہ میں صاحبزادہ عبد اللطیف اور نعمت اللہ خاں کے لئے کتبے لگا دیں۔ اور تمام احمدیوں سے درخواست کریں کہ وہ شہید مرحوم کے لئے خصوصیت کیساتھ دعا کریں"

صوبہ کے مقتدر انگریزی اخبار کی رائے

مولوی نعمت اللہ خاں احمدی کے متعلق عدالت افغانستان کے فتوے قتل کے فیصلے کی نقل جو ہم نے ایک افغان اخبار سے اپنے پچھلے پرچے میں شائع کی ہے

اور جس کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ وہ ایک نہایت ہی عدیم المثال ہے۔ اور واقعی یہ قتل خصوصاً ان لوگوں کیلئے جو کہ افغانستان کے طرز حکومت کو روشن خیالی میں ترقی پر سمجھتے ہیں۔ از حد دل توڑنے والا ہے۔ یہ گمان کیا جاتا ہے کہ مولوی مذکور امیر کے خلاف کسی ملکی سازش میں گرفتار کیا گیا ہے۔ لیکن فیصلہ کے الفاظ میں اس قسم کا کوئی اتہام اسکی طرف منسوب نہیں کیا گیا۔ اصل میں وہ بالکل مذہبی اعتقادات کی وجہ سے ملزم قرار دیا گیا ہے۔ تمام کا تمام فیصلہ واضح کر رہا ہے۔ کہ یہ ایک ایسا مذہبی تعصب ہے۔ جس کے امکان پر اسی بیسویں صدی کے زمانہ میں اعتبار کرنا ناممکن ہے۔ ہاں یہ بات قرین قیاس ہے کہ اسمیں کوئی ایک پولیٹیکل مفاد مدنظر ہیں۔ اور وہ اس لحاظ سے کہ یہ کام قدامت پسند فرقے کی شہ پر ہوا ہو۔ کیونکہ امیر اس بات کا بہت خواہشمند ہے کہ قدامت پسند لوگوں کو راضی کرے۔ کیونکہ ان لوگوں نے اسکی اپنی جاری کردہ اصلاحات کو شریعت اسلامی کے خلاف بتا دیا ہے۔ لیکن اگر وہ ان کٹھ ملاؤں کو راضی کرنا چاہتا تھا۔ تو اس نے یقیناً یہ خواہش اپنی حکومت اس نیک نامی کو بٹہ لگا کے پوری کی ہے۔ جو اسے روشن خیالی اور مذہبی آزادی دینے کیوجہ سے حاصل ہوئی تھی۔ احمدی قوم کی کثرت سے مختلف جگہوں میں مجالس ہو رہی ہیں جن میں وہ بجا طور پر صدائے احتجاج بلند کر رہی ہیں۔ اور اس قسم کی مسلسل رپورٹیں ہمارے پاس پہونچ رہی ہیں۔ ہم ان کے اس گہرے صدمے اور اضطراب پر تعجب نہیں کرتے خصوصاً اس حالت میں کہ ان کے لئے امیر عبدالرحمن کے زمانے میں اسی طرح ان کے دو ہم مذہبوں کو قتل کر دینے والی یاد باقی ہے۔ افغانوں کا احمدیوں کے ساتھ ایسا معاندانہ سلوک ہونا ہماری سمجھ سے اور بھی بالا ہو جاتا ہے۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ احمدیوں کے ہند کے باقی مسلمانوں سے دوستانہ تعلقات ہیں۔ اور جماعت احمدیہ تمام ہندوستان میں ایک بے شر اور امن پسند فرقہ مشہور ہے۔ (سول اینڈ ملٹری گزٹ ۱۵ ستمبر لاہور)

شیعہ آرگن کی رائے:- ۳۱ اگست کو مولوی نعمت اللہ خاں کو کابل میں سنگسار کر دیا گیا۔ (یعنی ایک میدان میں چھوڑ کر تمام شہر کو حکم تھا کہ اسکو پتھروں سے مار ڈالو اور نہ چھوڑو اسوقت تک جب تک اسکی نعش پتھروں میں نہ دب جائے) نہایت افسوس ہے کہ مولوی صاحب مرحوم ایک احمدی مسلمان تھے۔ قرآن ایک خدا ایک رسول ایک کعبہ ایک پانچ وقت کی نماز پڑھتا اور روزے رکھتا تھا۔ اس لئے ظالمانہ سزا سے ایک غریب الوطن کو قتل کر دیا گیا۔ خدا مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ اس رنج میں ہمیں احمدی صاحبان سے دلی ہمدردی ہے۔ اور امیر کے اس فعل ظالمانہ سے سخت نفرت ہے۔ جس حکومت میں یہ ظلم اور ستم روا رکھا گیا ہے۔ اس کا کاسۂ عمر جلد ٹوٹ جائیگا۔ ایسی حکومت دیرپا نہیں رہتی۔ ہماری رائے میں امیر افغانستان سے زیادہ کوئی حکومت متعصب اور ظالم نہیں ہے۔ اگر ہے تو بولشویک ہیں جن کے افسانہ کی ایک نفرت انگیز کہانی ہے۔

آریہ اخبار کی رائے:- ہمارے باہمی تعلقات اچھے نہیں۔ ہم احمدیوں کو کمینہ مخالف سمجھتے ہیں ×× لیکن

باوجود اس کے ہم انہیں مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ ان کی جماعت کے ایک فرد واحد نے اپنے مذہب کے لئے شہید ہونا منظور کیا × × × ان کے لئے باعث فخر ہے کہ انہوں نے آخری وقت تک توبہ نہیں کی۔ نہ ہی ان کی طرف سے کسی کمزوری کا اظہار ہوا ہے۔ پتھر کھا کھا کر مرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ نہایت ایذا کی موت ہے × × × لاہور کے دو اسلامی روزانہ اخبارات کی حالت قابل رحم ہے۔ وہ شروع سے یہی ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے کہ مولوی نعمت اللہ نے کوئی ایسا سنگین قصور کیا ہوگا جس سے حکومت کابل کو اسکو سزائے موت دینی پڑی پہلے تو انہوں نے یہ مشہور کیا کہ یہ شخص باغی تھا۔ دشمنوں کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ لیکن جب تینوں عدالتوں کے فیصلہ جات نے اس خیال کی تردید کردی۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ یہ شخص کوئی خاص شرارت کرتا ہوگا۔ ورنہ اور بھی تو کئی احمدی کابل کے قلمرو میں رہتے ہیں۔ غرضیکہ وہ اسلام کی خیرخواہی اسی میں سمجھتے ہیں۔ کہ جس طرح ہو امیر کابل کے اس فعل کو مستحسن ٹھہرایا جائے۔ لیکن وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہمیں احمدی جماعت سے اس معاملہ میں ہمدردی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ پروٹسٹ کرنے میں حق بجانب ہے۔ امیر کابل نے ان کے ایک شخص کی جان لے کر گو ان کے ساتھ بے انصافی کی ہے۔ لیکن درپردہ اسکو بہت لابھ پہنچایا ہے۔ کوئی سوسائٹی یا کوئی مذہب دنیا میں نہیں پھیل سکتا جب تک کہ اس کے پیرو اس کے لئے شہید ہونے کو تیار نہ ہوں۔ (پرکاش ۲۱؍ستمبر سنہ ۲۴ء)

مذاہب سلطنت اور آئندہ لنڈن کانفرنس مشرقی مذاہب

لنڈن ٹائمز ۱۸؍اگست سے ترجمہ کیا گیا۔

سلطنت کے سند یافتہ حصص خصوصاً مشرق کے مذاہب کی تعلیمات کی تشریح ان کے اپنے پیرؤوں کی زبان سے اس شاہی نمائش میں کی جاویگی اس مقصد کے لئے جو مجلس ۲۲؍ستمبر سے ۳؍اکتوبر تک ہونیوالی ہے اس کے انتظامات زیر نگرانی سکول آف اورئنٹل سٹیڈیز (لندن یونیورسٹی) و سوشیالوجیکل سوسائٹی مکمل ہو چکے ہیں۔ آسانی کی غرض سے ویمبلے کے ہالوں میں جلسہ کرنے کا خیال ترک کر دیا گیا ہے۔ پس یہ اجلاس امپیریل انسٹیٹیوٹ کی ویسٹ گیلری میں منعقد ہوگا۔

یہ کانفرنس اس مذاہب کی بین الاقوامی پارلیمنٹ کے سلسلہ میں نہیں ہے۔ جسکا اجلاس شکاگو میں ۱۸۹۶ء میں ہوا۔ اور نہ ہی ان بعد کی ان مجالس کے ساتھ اسکا تعلق ہوگا۔ جو تاریخ مذہب کے متعلق برسلز لیڈن۔ اکسفورڈ اور پیرس میں منعقد ہوئیں۔ ان مجالس میں مختلف مذاہب کی اپنے اپنے دعووں کے متعلق پرجوش اور بعض اوقات خصومت آمیز بحث و تکرار ہو جاتی تھی۔ لیکن اس کانفرنس کا بڑا مدعا

یہ ہے۔ کہ سلطنت کے تمام مذاہب شرقیہ اور انکی مختلف نو رستہ شاخوں کا اجتماعی منظر دکھایا جائے۔ جو کہ حتی المقدور قابل اعتبار اور مستند ہو۔ ہر ایک مضمون اپنے اپنے مذہب کے اس سب سے بڑے فاضل معتقد کی طرف سے پیش کیا جائیگا۔ جو کہ اپنے مذہبی اعتقادات پر سرسری نظر ڈالتا ہوا ان پہلوؤں کی طرف خصوصیت سے توجہ دیگا۔ جو کہ روزمرہ کی عملی زندگی سے تعلق رکھتے ہوں۔ مختلف مضامین پر مختصر صدارتی ریمارکس کے علاوہ مضامین کے متعلق اور کوئی بحث نہیں ہوگی۔

پروگرام میں یہودیت اور عیسائیت کے لیکچروں کو کوئی جگہ نہیں دی گئی۔ کیونکہ منتظمین نے خیال کیا ہے۔ کہ ہماری غرض دراصل یہ ہے کہ سامعین اور ان لوگوں کو جو بعد میں یہ کارروائی پڑھینگے۔ ان مذاہب مملکت سے واقفیت کروائی جائے جو کہ یہاں کثرت سے نہیں مانے جاتے۔

یہ یاد رہے کہ شہنشاہ کی رعایا کے تقریباً ۱/۴ حصہ سے زیادہ عیسائی لوگ ہیں اور تمام علاقوں کے تعداد کے لحاظ سے ایک عیسائی کے مقابلے میں چار کس ہندو مسلمان ہیں۔

سوشیلاجی آف ریلیجن

ایک موقعہ پھر بھی ایسا ہے کہ جس میں عیسائیت اور یہودیت اس کارروائی پر ایک زبردست اثر یقیناً ڈالیگی۔ اس عرصہ پندرہ روزہ کے آخری تین دن میں مذہبی تمدن پر بحث ہوگی۔ کمیٹی نے ماہرین خاص کے لکھے ہوئے ایسے مضامین کا اہتمام کیا ہے۔ جن میں دکھایا جائے کہ کس طرح مذہبی عمل ان کے مختلف مذاہب میں اثر کرتا ہے۔ ان دنوں میں سے پہلے دن سر فرانسس ینگ ہزبینڈ بطور ایک سیاح کے انسان اور فطرۃ Man & Naturl کے مضمون پر۔ جے۔ آرتھر ٹامسن بطور ایک علم نباتات وحیوانات کے ماہر کے "Animate Nature, Its Harmonies and" اور اس کی باہم مطابقت اور اختلاف کے اوپر اور مسٹر وکٹر برانڈ فورڈ ماہر تاریخ انسانی و ماہر اقتصادیات دنیا کے بڑے بڑے پیشیوں اور ان کے مقاصد اور ترغیبات پر تقریریں فرمائینگے۔ پس آخری تین اجلاس صرف عام مذہبی سوالات پر صرف ہونگے۔ لیکن اس طرح کہ کسی خاص مذہب و ملت سے خصوصیت سے متعلق نہیں نہیں ہونگے۔ اور یوں تمام سے ان کا واسطہ ہوگا۔

ہندوازم کو جس کے تمام سلطنت کی آبادی کے چار سو ساٹھ ملین نفوس میں سے ۲۱۰ ملین نفوس پیرو ہیں۔ بجا طور پر پروگرام میں پہلا دن دیا گیا ہے۔ دوسرا دن یعنی ستمبر ۲۳ تاریخ اسلام کے لئے ہوگا جس میں شیعہ اور سنی دونوں شامل ہونگے۔ یہ دن خصوصیت سے اس لئے قابل ذکر ہے کہ تقدس مآب خلیفۃ المسیح مرزا بشیر الدین محمود احمد بانی سلسلہ کے فرزند و خلیفہ سلسلہ احمدیہ کو بیان فرمادینگے۔ دو بجے بارہ

مشرقی فضلاء کے پنجاب سے تشریف لا رہے ہیں۔ اور ہفتہ آئندہ میں لندن پہنچ جائینگے۔ اس سلسلہ کا نام اس کے بانی مرزا غلام احمد کے نام پر رکھا گیا ہے۔ جنہوں نے ۱۹۰۸ء میں وفات پائی۔ اور جو مسیح اور مہدی ہونے کا دعوےٰ رکھتے تھے۔ اس جماعت کے مبلغ بڑے جوشیلے مبلغ ہیں۔ اور ان کا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کی اصلاح ہو۔ اور وہ ہر ایسی گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری کے حامی ہیں۔ جس کے نیچے انہیں مذہبی آزادی حاصل ہو۔ اس سلسلہ کی ایک شاخ لندن میں بھی ہے۔ اور اس کی مسجد واقع ملروز روڈ سوتھ فیلڈ Melrose Road South faild میں باقاعدہ نمازیں ادا ہوتی ہیں۔

کانفرنس کے تیسرے دن بدھ مت کی شاخ ہنین Hinayaae جو سیلون میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے سیلونی متبعین نمایندگی کرینگے۔ جاپانی لوگ بدھ مذہب کی شمالی شاخ مہایین Mahayane کے ایسے ماہر ہیں کہ ان کی طرف سے ایک جاپانی نمایندہ اس شاخ کے لئے ہونگے۔ بدھ مذہب کی یہ شاخ تبت چین اور جاپان میں پھیلی ہوئی ہے۔

چوتھا دن چار ایسے مذاہب کی تشریح کے لئے وقف ہوگا۔ کہ جن کے پیرووں کی تعداد گو تھوڑی ہے مگر باایں ہمہ وہ اہم ہیں۔ (۱) زرتشتی مذہب اس کی تشریح ایک بمبئی کے پارسی مسٹر جی۔ کے۔ نومین کرینگے۔ (۲) جین مت جو زیادہ تر مغربی ہند میں پایا جاتا ہے۔ اور جس کی خصوصیت ایک سخت قیود والا اخلاقی اور تمدنی نظام ہے۔ اس کی ماہیت وسط ہند کی ریاست اندور کے چیف جسٹس بیان کرینگے۔

(۳) سردار کاہن سنگھ آف نابھ سکھ ازم پر مضمون سنائینگے۔ اور یہ غیر اغلب نہیں کہ وہ اسی فلسفہ پر روشنی ڈالینگے۔ جو کہ ان چند سالوں سے پنجابی سکھوں کے متواتر افسوسناک فسادات کا محرک رہا ہے

(۴) حافظ روشن علی صاحب نقشبندی متوطن رنل ملک ہند تصوف کے اوق و اچھوتے موضوع پر تقریر کرینگے۔ صوفی اسلامی دنیا میں تقریباً ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ اور ان کی ابتداء فارس میں اہل عرب کے فارس کو فتح کر لینے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد سے ہوئی ہے۔ صوفیاء ایک فقراء کا گروہ ہیں جس کی خصوصیات زندگی کی سادگی۔ اعلیٰ درجہ کا ایمانی فلسفہ۔ اور پاکیزہ شاعری ہیں۔ ہندوستان میں ان کی غرض یہ ہے کہ مذاہب دنیا کو تصوف کے متحد کن فلسفۂ روحانی پر جمع کر دیں۔

زمانۂ حال کی تحریکات

اس کانفرنس کا پانچواں اجلاس ۲۶ ستمبر ۱۹۲۴ء زمانہ حال کی تحریکات کے متعلق ہوگا۔ شکارپور صوبہ سندھ کے پروفیسر پھیروانی صاحب آریہ مت کی کیفیت بیان کرینگے۔ جس نے پرانے ہندو مذہب

کہ مختلف شعبوں کی اصلاح اور ترویج کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ اصلاح بجائے آزاد اور وسعت حوصلہ
کے زیادہ تر [illegible] پر [illegible] والی ہے۔ یہ تحریک موجودہ [illegible] حیرت انگیز تبلیغی اور پولیٹیکل کام
کر چکی ہے۔ برہمو سماج کی نمائندگی بجا طور پر مسٹر [illegible] ہی ہیں جو کہ برہموؤں کے بڑے لیڈر اور ان کے
خیالات کے ترجمان [illegible] کریں گے۔ یہ تحریک انتخابی تحریک ہے۔ ([illegible]
[illegible]) اور آزاد خیال عیسائیت سے بہت ملتی جلتی ہے۔ بہائی تحریک کی تشریح اس کے مسلمہ
معتقد [illegible] فلسطین [illegible] آفندی کرینگے۔ یہ تحریک اگرچہ نکلی اسلام سے ہے لیکن چونکہ اس نے
مختلف مذاہب کے زیادہ روحانی پہلوؤں کو اپنے اندر جمع کر لیا ہے۔ اس لئے ممالک مغربی میں کچھ
ترقی حاصل کی ہے۔

سلطنت برطانیہ میں بہت سے چینی [illegible] (Lau [illegible]) اور کنفیوشیس
[illegible] کے پیرو بھی ہیں۔ ہانگ کانگ جزیرہ [illegible]۔ ملایا اور [illegible] پائے
جاتے ہیں [illegible] چینی [illegible] پایا جاتا ہے۔ اول الذکر کی تعلیم ایک روحانی
فلسفہ اور دوسرے کی تعلیم کا [illegible] روحانی [illegible] اور اخلاقی ہے۔ ان کا بیان چھٹے اجلاس مورخہ
۲۹ ستمبر ۱۹۲۴ء [illegible] چینی [illegible] سنائینگے۔

[illegible] دن [illegible] کو کانفرنس ابتدائی مذاہب پر غور شروع کریگی۔ اور اگلے دن کانفرنس کا
پہلا حصہ ختم ہو جائیگا۔ [illegible] موضوع پر [illegible] تو [illegible] نہیں سکتے۔ لیکن مسٹر البرٹ [illegible]
[illegible] Thorka [illegible] بیئر [illegible] مذہب کے خیالات کی
تشریح کرینگے۔ مذہب [illegible] کے معتقدات کا بیان [illegible] کے [illegible] ولیمیس کرینگے۔ جس کا
[illegible] مطالعہ کیا [illegible] مشرقی افریقہ کے قبیلوں کے معتقدات مسٹر [illegible] بیان کرینگے
[illegible] کا مذہب مسٹر [illegible] ڈبلیو۔ اے۔ ایف۔ ایف
کے [illegible] بیان کرینگے۔ ہر ایک اجلاس میں علیحدہ علیحدہ پریذیڈنٹ ہوگا۔ جس کا انتخاب
اس مضمون کے علم کی بنا پر ہوگا [illegible] آخری اجلاس کے
پریذیڈنٹ [illegible] ہونگے۔ جو کہ جب سے یہ
کمیٹی بنی ہے۔ اس کے صدر [illegible] اور مس [illegible] ایم [illegible] آنریری سیکرٹری
ہیں۔ اور ان کے دفاتر [illegible] میں واقع ہیں۔